حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے سو قصے

مؤلف

مولانا محمد اویس سرور

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۳۵۲۲۴۸۳۷

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
کے
سو ۱۰۰ قصے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے

۱۰۰ سو قصّے

مؤلف

مولانا اویس سرور

بیت العُلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور- فون ۳۵۲۲۸۳

کتاب — حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ۱۰۰ قصے
مولف — مولانا اویس سرور
باہتمام — مولانا محمد ناظم اشرف
ناشر — بیت العلوم ۔ ۲۰ نابھہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور
فون: ۷۳۵۲۴۸۳

(ملنے کے پتے)

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی
دارالاشاعت = اردو بازار کراچی نمبرا
بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبرا
بیت الکتب = گلشن اقبال، کراچی
ادارۃ المعارف = ڈاک خانہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر۱۴
مکتبہ دارالعلوم = جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر۱۴
مکتبۂ قرآن = بنوری ٹاؤن، کراچی
مکتبہ سید احمد شہید = الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

فہرست

مقدمہ

(از قلم مرتب)

﴿ان الحمد للّٰہ رب العالمین، نحمدہ و نستعینہ ونستغفرہ، ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا، من یھدہ اللّٰہ فلا مضلّ لہٗ ومن یضلل فلاھادی لہٗ. واشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہٗ، واشھدان محمدًا عبدہ و رسولہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالاً کَثِیْرًا وَ نِسَآءً واتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْدًا یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوبَکُمْ وَمَنْ یُطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا﴾[1]

حمد وصلوۃ کے بعد!

دین اسلام کا بنیادی مقصد لوگوں کو سیدھے راستہ کی طرف راہ نمائی فراہم کرنا اور انہیں باطل کی گھٹاٹوپ تاریکیوں سے نکل کر حق کی دیدہ زیب روشنیوں میں لانا قرار دیا گیا ہے، اس کے نتیجہ میں انہیں دنیا وآخرت کی نعمتوں سے سرفراز کرنا، سعادت دائمی کا حامل بنانا اور ایک صالح اور یکتا معاشرہ کا قیام اسلامی نظریہ حیات ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کیلئے اللہ

---

[1] (اس خطبہ کو ''خطبہ حاجت'' کہتے ہیں اور حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس بات کی تعلیم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنے کلام کے شروع میں یہ خطبہ پڑھا کریں)۔

رب العزت نے اپنے آخری نبی سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا، آپ کے مقصد بعثت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ (سورة الجمعة: ۲)

''وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے (محمد ﷺ کو) پیغمبر بنا کر بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔''

لہٰذا ان لوگوں کو توحید و عبادت الٰہی کی طرف دعوت دینا، لوگوں کے نفوس کا تزکیہ و تربیت اور نفوس انسانی اور معاشرے کو بگاڑنے والی ہر چیز کا قلع قمع کرنا آنحضرت ﷺ کا مقصد رسالت قرار دیا گیا۔

آنحضرت ﷺ نے اس مقصد کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا کر دن رات ترویج اسلام کیلئے جدوجہد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی لاثانی قربانیوں، مخلصانہ جدوجہد اور للّٰہیت کے جذبے سے بھرپور محنت و دعوت کو قبول فرمایا اور ایک مبارک جماعت کو کھڑا کیا جو مقصد پیغمبر ﷺ کو لیکر حرکت میں آئی اور روئے زمین کے چپے چپے تک پیغام حق کو پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ اس جماعت پیغمبر ﷺ کے تربیت یافتہ افراد نے دین حنیف کی آبیاری کیلئے نفس و نفیس کو قربان کیا اور پرچم اسلام کو کفر کے قلعوں میں گاڑ کر ہی دم لیا۔

جونہی ایمان نے ان کے دلوں میں جگہ پکڑی یہ لوگ خدائے وحدہ لاشریک لہٗ پر یقین محکم کی نعمت عالیہ سے سرفراز ہوتے چلے گئے اور قرآن کی زبانی ان کی عظمت کے زمزمے گونجنے لگے۔

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ

اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (التوبہ: ۱۰۰)

''جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے) پہلے (ایمان لائے) مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی، خدا ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں اور اس نے ان کیلئے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔''

ایک جگہ یوں عدالت وعظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کا اعلان ہوتا ہے۔

﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ﴾ (الحجرات:۷)

''لیکن اللہ نے تمہارے نزدیک ایمان کو ایک محبوب چیز بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا، یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں۔''

یہ ارشاد ربانی بھی ملاحظہ ہو:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ﴾ (الفتح: ۲۹)

''محمد خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے (خدا کے آگے) جھکے ہوئے سر بسجود ہیں اور خدا کا فضل

اور اس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں (کثرت) سجود کے اثر سے
ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں، ان کے یہی اوصاف
تورات میں (مرقوم) ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں۔"

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
ہو رزم حق و باطل تو فولاد ہے مومن

ہر مسلمان کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی سیرت کو اپنانا اور ان کے نشان قدم کی پیروی کرنے کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک پر لازم ہے کہ وہ ہر صحابی کی ہر ہر ادا کو اپنانے کی کوشش کرے کیونکہ وہ ایسے روشن ستارے ہیں جن کی پیروی جنت میں لے جاتی ہے۔ خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

﴿اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھدیتم﴾

"میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی بھی اقتداء کرو گے
ہدایت پا جاؤ گے۔"

اتباع صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنانے کے لئے مسلمانوں کو جن اسباب کی ضرورت ہے ان میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت و حالات کا مطالعہ ہے۔ جب قاری اخلاق حسنہ کو ان حضرات کی زندگی میں عملی طور پر موجود پاتا ہے تو اس کی ہمت بندھتی ہے اور وہ عمل کی چنگاری کو فروزاں کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

زیر نظر کتاب بھی اس کاروانِ علم و آگہی کے ایک فرد مبارک کے تذکرہ پر مشتمل ہے، جن کی کنیت "ابوعبدالرحمٰن" اور "ابن ام عبد" ہے، صحابہ میں "افقہ الصحابۃ" کے لقب سے ملقب ہیں اور نام نامی اسم گرامی "حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) ہے۔ علم وفضل کی گہرائی اور فقہ پر دسترس کا یہ عالم تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کے علماء و فقہاء صحابہ کی مختصر سے مختصر فہرست بھی بنائی جائے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بات فقہ حنفی کے لئے افتخار کا باعث بھی ہے کیونکہ اس فقہ کی تعلیمات و روایات کا مرجع و منبع جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے۔

کوفہ کے دارالحکومت بنائے جانے کے بعد ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کی ایک گلی سے گزرے تو کچھ عورتوں کو مسائل پر گفتگو کرتے سنا تو فرمایا:

﴿رَحِمَ اللّٰہ ابنَ مسعودٍ، مَلَأَ الْکُوْفَةَ بِالْعِلْمِ﴾

''اللہ تعالیٰ ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، انہوں نے کوفہ کو علم سے بھر دیا۔''

یہی علم علقمہ اور ابراہیم نخعی کے واسطہ سے ہوتا ہوا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا اور انہوں نے اسے پوری دنیا میں پھیلا دیا۔

مقدمہ کے آخر میں قارئین سے استدعا ہے کہ اس کتاب کے مرتب، ناشر اور جملہ معاونین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں، نیز اگر کہیں طالب علمانہ کوتاہی نظر پڑے تو طالب علم کی لغزشِ قلم سمجھ کر درگزر فرمائیں۔ اگر کسی کو اس کتاب سے فائدہ پہنچے تو یہی راقم کا مقصود ہے اور آخرت کا ذخیرہ!

شگفتہ ہو کے کلی دل کی پھول ہو جائے
یہ التجائے مسافر قبول ہو جائے

عبد ضعیف
محمد اویس سرور
جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن لاہور

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات زندگی

نام ونسب

عبداللہ نام، ابوعبدالرحمٰن کنیت، والد کا نام مسعود اور والدہ کا نام ام عبد تھا، شجرۂ نسب یہ ہے:

عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن مساہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن نہدیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد مسعود ایام جاہلیت میں عبد بن حارث کے حلیف تھے۔ (اسد الغابۃ، جلد۲ تذکرۂ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

ابتدائی حالات

ایام جاہلیت میں زمانہ طفولیت عموماً بھیڑ بکریوں کے چرانے میں بسر ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ امراء وشرفاء کے بچے بھی اس سے مستثنیٰ نہ تھے۔ گویا یہ ایک درس گاہ تھی جہاں سادگی، جفاکشی، وفاشعاری اور راست بازی کا عملی سبق دیا جاتا تھا۔

مکہ میں جب دعوت توحید کا غلغلہ بلند ہوا تو حضرت عبداللہ اسی درس گاہ میں تعلیم پا رہے تھے اور عقبہ بن معیط کی بکریاں ان کے سپرد تھیں۔ بکریاں چرانے کا عمل ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اسلام کا ذریعہ بنا جس کا مکمل قصہ آگے آرہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسلام کے ابتدائی دور میں پیش آنے والی مشکلات میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ پیش پیش تھے۔ مصائب وتکالیف سے دلبرداشتہ ہوکر پہلے

دو مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور پھر آخری مرتبہ مدینہ کی طرف رخت سفر باندھا، یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا اور مستقل سکونت کے لئے مسجد نبوی کے متصل ایک قطعہ زمین مرحمت فرمایا۔ (طبقات ابن سعد/ تذکرہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

غزوات میں شرکت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تمام مشہور واہم جنگوں میں جانبازی اور پامردی کے ساتھ سرگرم پیکار رہے۔ غزوہ بدر میں دو انصاری نوجوانوں نے سرخیل کفار ابوجہل کو تہ تیغ کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ابوجہل کی خیر خبر لاتا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ گئے، ابھی کچھ جان باقی تھی، اس کی داڑھی پکڑ کر کہا: ''ابوجہل تو ہی ہے؟'' (بخاری ۲/ ۵۶۵)

علم وفضل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا شمار ان صحابہ میں ہوتا ہے جو اپنے علم وفضل کے اعتبار سے دنیائے اسلام کے علم تسلیم کئے گئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ''افقہ الصحابۃ'' (صحابہ کرام میں سب سے بڑے فقیہ) کے لقب سے بھی یاد کئے جاتے ہیں۔ فقہ حنفی کی اکثر روایات و تعلیمات حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کردہ ہیں، کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم نخعی سے کسب فیض کیا، انہوں نے علقمہ سے اور علقمہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔

تلاوت انتہائی پرسوز اور خوبصورت آواز میں کیا کرتے تھے، کئی دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تلاوت سنانے کی فرمائش کی۔

روایات کے بیان کرنے میں انتہائی محتاط تھے، اس سلسلہ میں کبھی احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے۔

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

﴿حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سو قصے﴾

قصہ نمبر۱ ﴿دنیا سے بے رغبتی کا اثر﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ (اپنے زمانہ کے لوگوں کو مخاطب ہوتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے زیادہ روزے رکھتے ہو، اور زیادہ نمازیں پڑھتے ہو اور زیادہ محنت کرتے ہو حالانکہ وہ تم سے زیادہ بہتر تھے۔ لوگوں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن (یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) وہ ہم سے کیوں بہتر ہیں؟ انہوں نے فرمایا اس لئے کہ وہ تم سے زیادہ دنیا سے بے رغبت اور آخرت کے تم سے زیادہ مشتاق تھے۔ (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم: ۱/۳۰۵)

قصہ نمبر۲ ﴿ابتدائے دعوت کا ایک ایمان افروز واقعہ﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد حرام میں تشریف فرما تھے اور ابوجہل بن ہشام، شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط، امیہ بن خلف اور دو اور آدمی سات کافر حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور نماز میں لمبے لمبے سجدے کر رہے تھے۔ ابوجہل نے کہا کہ تم میں سے کون ایسا ہے جو فلاں جگہ جائے جہاں فلاں فلاں قبیلہ نے جانور ذبح کر رکھا ہے اور اس کی اوجھڑی ہمارے پاس لے آئے پھر ہم وہ اوجھڑی محمد کے اوپر ڈال دیں گے۔ ان میں سے سب سے زیادہ بدبخت عقبہ بن ابی معیط گیا اور اس نے وہ اوجھڑی لاکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر ڈال دی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں تھے۔ میں وہاں کھڑا تھا مجھ میں بولنے کی بھی ہمت نہیں تھی۔ میں تو اپنی حفاظت نہیں کر سکتا تھا۔ میں وہاں سے جانے لگا کہ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ خبر سنی وہ دوڑی ہوئی آئیں اور آپ کے کندھوں سے اوجھڑی کو انہوں نے اتارا۔ پھر قریش کی طرف متوجہ ہو کر ان کو برا

بھلا کہنے لگ گئیں۔ کافروں نے ان کو کچھ جواب نہ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عادت کے مطابق سجدہ پورا کر کے سر اٹھایا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو تین مرتبہ یہ بددعا کی اے اللہ تو قریش کی پکڑ فرما۔ عتبہ، عقبہ، ابوجہل اور شیبہ کی پکڑ فرما۔ پھر آپ مسجد حرام سے باہر تشریف لے گئے۔ راستہ میں آپ کو ابوالبختری بغل میں کوڑا دبائے ہوئے ملا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ پریشان دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا مجھے جانے دو۔ اس نے کہا خدا جانتا ہے میں آپ کو اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ آپ مجھے نہ بتا دیں کہ آپ کو کیا حادثہ پیش آیا ہے؟ آپ کو ضرور کوئی بڑی تکلیف پہنچی ہے۔ جب آپ نے دیکھا کہ یہ تو مجھے بتائے بغیر نہیں چھوڑے گا تو آپ نے اس کو سارا واقعہ بتا دیا کہ ابوجہل کے کہنے پر آپ پر اوجھڑی ڈالی گئی۔ ابوالبختری نے کہا آؤ مسجد چلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوالبختری چلے اور مسجد میں داخل ہوئے پھر ابوالبختری ابوجہل کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ اے ابوالحکم کیا تمہارے ہی کہنے کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوجھڑی ڈالی گئی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ ابوالبختری نے کوڑا اٹھا کر اس کے سر پر مارا۔ کافروں میں آپس میں ہاتھا پائی ہونے لگی۔ ابوجہل چلایا تم لوگوں کا ناس ہو۔ تمہاری اس ہاتھا پائی سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فائدہ ہو رہا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے درمیان دشمنی پیدا ہو جائے اور ان کے ساتھی بچے رہیں۔ (حیاۃ الصحابۃ للکاندھلوی: ۱/ ۳۵۸)

قصہ نمبر ۳ ﴿نجاشی کے دربار میں﴾

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نجاشی کے ہاں بھیجا۔ ہم تقریباً اسی مرد تھے۔ جن میں حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت جعفر، حضرت عبداللہ بن عرفطہ، حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ یہ حضرات نجاشی کے ہاں پہنچ گئے۔ قریش نے عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید کو تحفے دے کر بھیجا۔ جب یہ دونوں نجاشی کے دربار میں پہنچے تو دونوں نے اسے سجدہ کیا اور پھر جلدی سے بڑھ کر اس کے دائیں بائیں بیٹھ گئے اور اس سے کہا کہ ہمارے کچھ چچازاد بھائی ہمیں اور

ہمارے دین کو چھوڑ کر تمہارے ملک میں آ گئے ہیں۔ نجاشی نے کہا وہ کہاں ہیں؟ دونوں نے کہا وہ یہاں تمہارے ملک میں ''فلاں جگہ'' ہیں، آدمی بھیج کر ان کو بلا لو۔ چنانچہ نجاشی نے مسلمانوں کے پاس بلانے کے لئے آدمی بھیجا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے (اپنے ساتھیوں سے) کہا آج میں تمہاری طرف سے (بادشاہ کے سامنے) بات کروں گا۔ چنانچہ سارے مسلمان حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے پیچھے چل پڑے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے (دربار میں پہنچ کر) سلام کیا اور سجدہ نہیں کیا۔ لوگوں نے ان سے کہا تمہیں کیا ہوا، تم بادشاہ کو سجدہ نہیں کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم صرف اللہ کو سجدہ کرتے ہیں اس کے علاوہ کسی کو نہیں کرتے۔ نجاشی نے کہا یہ کیا بات ہے؟ حضرت جعفر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک رسول بھیجا جس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ نہ کریں اور اس نے ہمیں نماز اور زکوٰۃ کا حکم بھی دیا۔ عمرو بن عاص نے نجاشی سے کہا یہ لوگ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بارے میں آپ کے مخالف ہیں۔ تو نجاشی نے (حضرت جعفر سے) کہا تم لوگ حضرت عیسیٰ بن مریم اور ان کی والدہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ حضرت جعفر نے کہا ہم بھی وہی کہتے ہیں کہ جو ان کے بارے میں اللہ نے کہا ہے۔ وہ اللہ کی (پیدہ کردہ) روح اور اس کا وہی حکم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کنواری اور مردوں سے الگ تھلگ رہنے والی عورت کی طرف القاء فرمایا تھا جن کو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا اور نہ (حضرت عیسیٰ کی ولادت سے) ان کا کنوارا پن ختم ہوا۔ نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا اے حبشہ والو! اے عیسائی مذہب کے علماء اور پادریو! اے رہبانیت اختیار کرنے والو! ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو کہتے ہیں یہ مسلمان اس سے تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں کہتے ہیں (اور پھر مسلمانوں سے نجاشی نے کہا) خوش آمدید ہو تمہیں اور اس ذات اقدس کو، جس کے پاس سے تم آئے ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور یہ وہی ہیں جن کا تذکرہ ہم انجیل میں پاتے ہیں اور یہ وہی رسول ہیں جن کی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے بشارت دی تھی۔ تم (میرے ملک میں) جہاں چاہو رہو۔ اللہ کی قسم! اگر بادشاہت کی ذمہ داری مجھ پر نہ ہوتی تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر خود ان کے دونوں جوتے اٹھاتا اور پھر نجاشی نے حکم دیا تو (قریش

کے) ان دونوں (قاصدوں) کے تحفے واپس کر دیئے گئے ۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود جلدی سے (مدینہ) گئے ۔ یہاں تک کہ بدر میں شریک ہو گئے ۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس بات کا حکم دیا کہ ہم حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نجاشی کے پاس چلے جائیں ۔ جب قریش کو نجاشی کے پاس ہمارے چلے جانے کی خبر ہوئی تو انہوں نے عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید کو قاصد بنا کر بھیجا ۔ پھر انہوں نے حضرت ابن مسعود کی پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا اور اس حدیث میں یہ مضمون بھی ہے (کہ نجاشی نے کہا) اگر بادشاہت کی مجھ پر ذمہ داری نہ ہوتی تو میں ان کی (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) خدمت میں حاضر ہو کر ان کی جوتیوں کو چومتا (اور مسلمانوں سے کہا) تم میرے ملک میں جتنا چاہو رہو اور اس نے ہمارے لئے کھانے اور کپڑے کا حکم دیا ۔

(حیاۃ الصحابۃ : ۱/۳۷۲، حلیۃ الاولیاء : ۱/۱۱۴)

قصہ نمبر ۴ ﴿ غزوہ بدر کی ایمان افروز دعا ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جتنی زوردار دعا کرتے دیکھا ہے اتنی زوردار دعا کرتے ہوئے میں نے کبھی کسی کو نہیں دیکھا ۔ آپ فرما رہے تھے اے اللہ ! میں تجھے تیرے وعدہ اور تیرے عہد کا واسطہ دیتا ہوں ۔ اے اللہ ! اگر یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر تیری عبادت کبھی نہ ہو سکے گی ۔ پھر آپ (ہماری طرف) متوجہ ہوئے اور آپ کے چہرے کی جانب (خوشی کے مارے) چاندی کی طرح چمک رہی تھی اور آپ نے فرمایا میں اب دیکھ رہا ہوں کہ شام کو یہ (کافر) کہاں کہاں گرے ہوئے پڑے ہوں گے ۔ (البدایۃ والنہایۃ : ۲/۲۷۶)

قصہ نمبر ۵ ﴿ زمین کے جگر کے ٹکڑے ﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ بیان میں فرمایا اے لوگو ! (اپنے امیر کی) بات ماننا اور آپس میں اکٹھے رہنا اپنے لئے ضروری سمجھو کیونکہ یہی چیز اللہ کی وہ رسی

ہے جس کو مضبوطی سے تھامنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور آپس میں مل جل کر چلنے میں جو نا گوار باتیں تمہیں پیش آئیں گی وہ تمہاری ان پسندیدہ باتوں سے بہتر ہیں جو تم کو الگ چلنے میں حاصل ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی پیدا فرمائی ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک انتہا بھی بنائی ہے جہاں وہ چیز پہنچ جاتی ہے۔ یہ اسلام کے ثبات اور ترقی کا زمانہ ہے اور عنقریب یہ بھی اپنی انتہا کو پہنچ جائے گا۔ پھر قیامت کے دن تک اس میں کمی زیادتی ہوتی رہے گی اور اس کی نشانی یہ ہے کہ لوگ بہت زیادہ فقیر ہو جائیں گے اور فقیر کو ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اس پر احسان کرے اور غنی بھی یہ سمجھے گا کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کے لئے کافی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ آدمی اپنے سگے بھائی اور چچازاد بھائی سے اپنی فقیری کی شکایت کرے گا لیکن وہ بھی اسے کچھ نہیں دے گا اور یہاں تک کہ ضرورت مند سائل ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ہفتہ بھر مانگتا پھرے گا۔ لیکن کوئی بھی اس کے ہاتھ پر کچھ نہیں رکھے گا اور جب نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی تو زمین سے ایک زوردار آواز اس طرح نکلے گی کہ ہر میدان کے لوگ یہی سمجھیں گے کہ یہ آواز ان کے میدان سے ہی نکلی ہے اور پھر جب تک اللہ چاہیں گے زمین میں خاموشی رہے گی پھر زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں کو باہر نکال پھینکے گی۔ ان سے پوچھا گیا اے حضرت ابوعبدالرحمٰن! زمین کے جگر کے ٹکڑے کیا چیزیں ہیں؟ آپ نے فرمایا سونے اور چاندی کے ستون اور پھر اس دن کے بعد سے قیامت کے دن تک سونے اور چاندی سے کسی طرح کا نفع نہیں اٹھایا جاسکے گا۔ (حیاۃ الصحابۃ: ۱۸/۲)

قصہ نمبر ۶ ﴿امیر کی مخالفت سے اجتناب﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکہ اور منیٰ میں دو رکعت قصر نماز پڑھا کرتے تھے اور اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں دو ہی رکعت نماز پڑھی لیکن بعد میں چار رکعت پڑھنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا

﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

(لیکن جب نماز پڑھنے کا وقت آیا) تو انہوں نے کھڑے ہو کر چار رکعت نماز پڑھی تو ان سے کہا گیا کہ (چار رکعت کی خبر پر تو) آپ نے انا للہ پڑھی تھی اور خود چار رکعت پڑھ رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا امیر کی مخالفت کرنا اس سے زیادہ بری چیز ہے۔

(حیاۃ الصحابۃ: ۲/۴۰)

قصہ نمبر ۷ ﴿بدر کے قیدیوں کے بارے میں مشورہ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (صحابہ رضی اللہ عنہم سے) فرمایا تم ان قیدیوں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ لوگ آپ کی قوم اور آپ کے خاندان کے ہیں ان کو (معاف فرما کر دنیا میں) باقی رکھیں اور ان کیساتھ نرمی کا معاملہ فرمائیں۔ شاید اللہ تعالیٰ ان کو (کفر و شرک سے) توبہ کی توفیق دے دے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! انہوں نے آپ کو (مکہ سے) نکالا اور آپ کو جھٹلایا۔ آپ ان کو اپنے پاس بلائیں اور ان سب کی گردنیں اڑا دیں اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے یہ رائے پیش کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ گھنے درختوں والا جنگل تلاش کریں۔ پھر ان لوگوں کو اس جنگل میں داخل کر کے اوپر سے آگ جلا دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (سب کی رائے سنی اور) کوئی فیصلہ نہ فرمایا اور (اپنے خیمہ میں) تشریف لے گئے (لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے) بعض نے کہا آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کریں گے اور بعض نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کریں گے اور بعض نے کہا کہ آپ عبداللہ بن رواحہ کی رائے پر عمل کریں گے۔ پھر آپ لوگوں کے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے دلوں کو اپنے بارے میں اتنا نرم فرما دیتے ہیں کہ وہ دودھ سے بھی زیادہ نرم ہو جاتے ہیں اور بعض لوگوں کے دلوں کو اپنے بارے میں اتنا سخت فرما دیتے ہیں کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں اور اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تمہاری مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی ہے کیونکہ انہوں نے فرمایا تھا۔

﴿فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (ابراھیم: ۳۶)

ترجمہ ''پھر جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہی ہے اور جو شخص (اس باب میں) میرا کہنا نہ مانے سو آپ تو کثیر المغفرت کثیر الرحمۃ ہیں''

اور اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تمہاری مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے کیونکہ انہوں نے فرمایا:

﴿اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾ (المائدہ: ۱۱۸)

ترجمہ ''اور اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپکے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔''

اور اے عمر! تمہاری مثال حضرت نوح علیہ السلام جیسی ہے کیونکہ انہوں نے فرمایا تھا

﴿رَبِّ لَاتَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا.﴾ (نوح: ۲۶)

ترجمہ ''اے رب! نہ چھوڑیو زمین پر منکروں کا ایک گھر بسنے والا۔''

اور اے عمر رضی اللہ عنہ! تمہاری مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی ہے کیونکہ انہوں نے فرمایا تھا۔

﴿رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰی اَمْوَالِھِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ﴾

ترجمہ ''اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست ونابود کردیجئے اور ان کے دلوں کو زیادہ سخت کردیجئے (جس سے ہلاکت کے مستحق ہو جائیں) سو یہ ایمان نہ لانے پاویں یہاں تک کہ عذاب الیم (کے مستحق ہوکر) اس کو دیکھ لیں۔''

(پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) چونکہ تم ضرورت مند ہو اس وجہ سے ان قیدیوں

میں سے ہر قیدی یا تو فدیہ دے گا یا پھر اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔ حضرت عبداللہ (بن مسعود) فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس حکم سے سہیل بن بیضا کو مستثنیٰ قرار دیا جائے کیونکہ میں نے ان کو اسلام کا بھلائی کے ساتھ تذکرہ کرتے ہوئے سنا ہے۔ (یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اس دن جتنا مجھے اپنے اوپر آسمان سے پتھروں کے برسنے کا ڈر لگا اتنا مجھے کبھی نہیں لگا۔ (ڈر اس وجہ سے تھا کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نامناسب بات کی فرمائش نہ کر دی ہو) آخر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما ہی دیا کہ سہیل بن بیضا کو مستثنیٰ کیا جاتا ہے فرماتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ اَسْرٰی سے لے کر دو آیتیں نازل فرمائیں۔

(البدایۃ والنھایۃ:۳/۲۹۷، حیاۃ الصحابۃ:۲/۶۶)

قصہ نمبر ۸ ﴿ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے دن کا آغاز﴾

حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن نماز فجر سے فارغ ہو کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا۔ ہم نے ان سے اندر آنے کی اجازت مانگی انہوں نے فرمایا اندر آ جاؤ۔ ہم نے اپنے دل میں کہا ہم کچھ دیر انتظار کر لیتے ہیں شاید گھر والوں میں سے کسی کو ان سے کوئی کام ہو (تو وہ اپنا کام پورا کر لیں) اتنے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تسبیح پڑھتے ہوئے ہمارے پاس آئے اور فرمایا شاید تم لوگوں نے یہ گمان کیا ہو گا کہ عبداللہ کے (یعنی میرے) گھر والے اس وقت غفلت میں ہوں گے پھر فرمایا اے باندی! دیکھ کیا سورج نکل آیا ہے؟ اس نے کہا نہیں پھر جب اس کو تیسری مرتبہ کہا دیکھو کیا سورج نکل آیا ہے؟ تو اس نے کہا جی ہاں۔ اس پر انہوں نے کہا

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَنَا هٰذَا الْیَوْمَ وَاَقَالَنَا فِیْهِ عَثَرَاتِنَا اَحْسَبُهٗ قَالَ وَلَمْ یُعَذِّبْنَا بِالنَّارِ﴾

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں یہ دن عطا فرمایا اور اس نے اس دن ہماری تمام لغزشیں معاف فرما دیں (تبھی تو

ہمیں لغزشوں کے باوجود زندہ رکھا ہوا ہے) راوی کہتے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس نے ہمیں (لغزشوں کی وجہ سے) آگ سے عذاب نہیں دیا۔'' (حیاۃ الصحابۃ: ۲۱۳/۳)

قصہ نمبر۹ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا خطبہ

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختصر بیان فرمایا بیان سے فارغ ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! تم کھڑے ہوکر بیان کرو چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم بیان کیا جب وہ بیان سے فارغ ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر! اب تم اٹھو اور بیان کرو چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی کم بیان کیا۔ جب وہ بیان سے فارغ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے فلانے! اب تم کھڑے ہوکر بیان کرو انہوں نے کھڑے ہوکر خوب منہ بھر کر باتیں کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا خاموش ہو جاؤ اور بیٹھ جاؤ کیونکہ خوب منہ بھر کر باتیں کرنا شیطان کی طرف سے ہے اور بعض بیان جادو کی طرح اثر انداز ہوتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابن ام عبد! اب تم کھڑے ہوکر بیان کرو۔ انہوں نے کھڑے ہوکر پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر کہا اے لوگو! اللہ تعالیٰ ہمارے رب ہیں اور اسلام ہمارا دین ہے اور قرآن ہمارا امام ہے اور بیت اللہ ہمارا قبلہ ہے اور ہاتھ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے کہا اور یہ ہمارے نبی ہیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ ہمارے لئے پسند کیا ہم نے بھی اسے اپنے لئے پسند کیا اور جو کچھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لئے ناپسند کیا ہم نے بھی اسے اپنے لئے ناپسند کیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابن ام عبد نے ٹھیک کہا، ابن ام عبد نے ٹھیک اور سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے لئے اور میری امت کے لئے پسند کیا وہ مجھے بھی پسند ہے اور جو کچھ ابن ام عبد نے پسند کیا وہ بھی مجھے پسند ہے۔ ابن عساکر کی روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ جو کچھ اللہ نے میرے لئے اور میری امت کے لئے ناپسند کیا وہ مجھے بھی

ناپسند ہے اور جو کچھ ابن ام عبد نے ناپسند کیا وہ مجھے بھی ناپسند ہے۔ ابن عساکر کی دوسری روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا اب تم بات کرو، چنانچہ شروع میں انہوں نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجا پھر کلمہ شہادت پڑھا پھر یہ کہا ہم اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں اور میں نے بھی آپ لوگوں کے لئے وہی پسند کیا جو اللہ اور اس کے رسول نے پسند کیا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں بھی تمہارے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو تمہارے لئے ابن ام عبد یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پسند کیا۔ (منتخب الکنز ۲۳۷/۵)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم میں سے ہر ایک مہمان ہے اور اس کے پاس جتنا مال ہے وہ سب اسے عاریت پر ملا ہے اور مہمان نے ہر حال میں آگے جانا ہی ہوتا ہے اور عاریت پر مانگی ہوئی چیز اس کے مالک کو واپس کرنی ہی پڑتی ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے میرے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ مجھے ایسے کارآمد کلمات سکھا دیں جو مختصر ہوں لیکن ان کے معنی زیادہ ہوں فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور قرآن کے تابع بنو وہ جدھر چلے تم بھی ادھر کو اس کے ساتھ چلو اور جو بھی تمہارے پاس حق لے کر آئے تم اسے قبول کرو چاہے وہ لے کر آنے والا دور کا یعنی دشمن ہو اور تمہیں ناپسند ہو اور جو بھی تمہارے پاس باطل اور غلط بات لے کر آئے اسے رد کردو چاہے وہ لے کر آنے والا تمہارا محبوب اور رشتہ دار یا دوست ہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا حق (نفس پر) بھاری ہوتا ہے لیکن اس کا انجام اچھا ہوتا ہے اور باطل ہلکا لگتا ہے لیکن اس کا انجام برا ہوتا ہے اور انسان کی بہت سی خواہشیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کے نتیجے میں انسان کو بڑے لمبے غم اٹھانے پڑتے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کبھی دلوں میں نیک اعمال کا بڑا شوق اور جذبہ ہوتا ہے اور کبھی شوق اور جذبہ بالکل نہیں رہتا تو جب دل میں شوق اور جذبہ ہو تو اسے تم لوگ غنیمت سمجھو اور جب شوق اور جذبہ بالکل نہ ہو تو دل کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ (حیاۃ الصحابہ ۵۵۴/۳)

قصہ نمبر ۱۰ ﴿چند حکمت آموز ملفوظات و نصائح﴾

حضرت منذر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کچھ چودھری صاحبان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی موٹی موٹی گردنیں اور جسمانی صحت دیکھ کر لوگ تعجب کرنے لگے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں بعض ایسے کافر نظر آئیں گے جن کی جسمانی صحت سب سے زیادہ اچھی ہوگی لیکن ان کے دل سب سے زیادہ بیمار ہوں گے اور تمہیں بعض ایسے مؤمن ملیں گے جن کے دل سب سے زیادہ تندرست ہوں گے لیکن ان کے جسم سب سے زیادہ بیمار ہوں گے۔ اللہ کی قسم! اگر تمہارے دل تو بیمار ہوں (ان میں کفر و شرک کی بیماریاں ہوں) لیکن تمہارے جسم خوب صحتمند ہوں تو اللہ کی نگاہ میں تمہارا درجہ گندگی کے کیچڑ سے بھی کم ہوگا۔ (حلیۃ الاولیاء ۱/۱۳۵)

قصہ نمبر ۱۱ ﴿غزوہ بدر کا ایک واقعہ﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ بدر کے دن کفار ہمیں بہت تھوڑے دکھائی دے رہے تھے یہاں تک کہ میرے قریب جو ساتھی تھا میں نے اس سے کہا تمارے خیال میں یہ کافر ستر ہوں گے اس نے کہا میرے خیال میں سو ہوں گے پھر ہم نے ان کے ایک آدمی کو پکڑا اور اس سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے کہا ہم ہزار تھے۔

(مجمع الزوائد ۶/۸۴)

قصہ نمبر ۱۲ ﴿ایک جن سے کشتی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو ایک جن ملا۔ انہوں نے اس جن سے کشتی لڑی اور اسے گرا دیا جن نے کہا دوبارہ کشتی لڑو، دوبارہ کشتی لڑی تو پھر انہوں نے اس کو گرا دیا۔ ان صحابی رضی اللہ عنہ نے اس جن سے کہا تم مجھے دبلے پتلے نظر آرہے ہو اور تمہارا رنگ بھی بدلا ہوا ہے اور تمہارے بازو کتے کے بازوؤں کی طرح چھوٹے چھوٹے ہیں تو کیا تم سب جن ایسے ہی ہوتے ہو یا ان میں سے تم ہی ایسے ہو؟ اس جن نے

کہا نہیں اللہ کی قسم! میں تو ان میں بڑے جسم والا اور طاقتور ہوں آپ مجھ سے تیسری مرتبہ کشتی کرو اس دفعہ آپ نے مجھے گرا دیا تو میں آپ کو ایسی چیز سکھاؤں گا جس سے آپ کو فائدہ ہوگا چنانچہ تیسری مرتبہ کشتی ہوئی تو اس مسلمان نے اس کو پھر گرا دیا اور اس سے کہا لاؤ مجھے سکھاؤ اس جن نے کہا کیا آپ آیت الکرسی پڑھتے ہیں؟ اس مسلمان نے کہا جی ہاں اس جن نے کہا آپ اس آیت کو جس گھر میں پڑھیں گے اس گھر سے شیطان نکل جائے گا اور نکلتے ہوئے گدھے کی طرح اس کی ہوا خارج ہو رہی ہوگی اور صبح تک پھر اس گھر میں نہیں آئے گا۔

حاضرین میں سے ایک آدمی نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کون سے صحابی تھے؟ اس سوال پر چیں بہ جبیں ہو کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوا کون ہو سکتا ہے؟ (حیاۃ الصحابہ ۳/۲۳۶)

قصہ نمبر ۱۳ ﴿حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک معجزہ﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم قرآنی آیات کو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزوں کو برکت سمجھا کرتے تھے لیکن آپ لوگ یہ سمجھتے ہو کہ یہ کفار کو ڈرانے کے لئے ہوا کرتے تھے۔ ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ پانی کم ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بچا ہوا پانی لاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس برتن میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالا پھر فرمایا آؤ پاک اور برکت والے پانی کی طرف اور برکت اللہ کی طرف سے آرہی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان میں سے پانی پھوٹ رہا تھا اور (یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا) اسی طرح دوسرا معجزہ یہ ہے کہ کبھی کھانا کھایا جا رہا ہوتا تھا اور ہم اس کی تسبیح سن رہے ہوتے تھے۔ (حیاۃ الصحابۃ: ۳/۶۳۹)

☆☆☆

قصہ نمبر ۱۴ ﴿حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بچپن﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں عقبہ میں معیط کی بکریاں چرا رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لڑکے! کیا دودھ ہے؟ میں نے کہا ہے لیکن یہ بکریاں اور ان کا دودھ میرے پاس بطور امانت ہے اور میں امانتدار ہوں (مالک کی اجازت کے بغیر دودھ نہیں دے سکتا) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا ایسی کوئی بکری ہے جو اب تک بیاہی نہ گئی ہو؟ (وہ لے آؤ) میں ایسی بکری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا تو اس کے تھن میں دودھ اتر آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برتن میں اس کا دودھ نکالا۔ خود پیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پلایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھن کو فرمایا سکڑ جا تو وہ سکڑ گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بھی یہ کلام سکھا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو تو سیکھا سکھایا ہے۔

بیہقی میں اس جیسی روایت میں یہ ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بکری کا ایک بچہ لایا جس کی عمر ایک سال سے کم تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ٹانگ کو اپنی ٹانگ سے دبایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک پیالہ لائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں دودھ نکالا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وہ دودھ پلایا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود پیا۔ (البدایۃ والنہایۃ: ۶/۱۰۶)

قصہ نمبر ۱۵ ﴿چند کلمات حکمت﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کوئی آدمی ہرگز امعہ نہ بنے لوگوں نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! امعہ کون ہوتا ہے؟ فرمایا امعہ وہ ہوتا ہے (جس کی اپنی عقل سمجھ کچھ نہ ہو اور) یوں کہے کہ میں تو لوگوں کے ساتھ ہوں۔ اگر یہ ہدایت والے راستہ پر چلیں

گے تو میں بھی ہدایت والے راستہ پر چلوں گا اور اگر یہ گمراہی والے راستہ پر چلیں گے تو میں بھی ہدایت والے راستہ پر چلوں گا۔ غور سے سنو! تم میں سے ہر آدمی اپنے دل کو اس پر ضرور پکا رکھے کہ اگر ساری دنیا کے لوگ بھی کافر ہو جائیں تو بھی وہ کفر اختیار نہیں کرے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین باتوں پر میں قسم کھاتا ہوں بلکہ چوتھی بات پر بھی قسم کھالوں تو میں اس قسم میں سچا ہوں گا۔ جس آدمی کا اسلام میں حصہ ہے اسے اللہ تعالیٰ اس آدمی جیسا نہیں بنائیں گے جس کا اسلام میں کوئی حصہ نہ ہو اور یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے سے دنیا میں محبت کریں اور قیامت کے دن اسے کسی دوسرے کے سپرد کر دیں اور آدمی دنیا میں جن لوگوں سے محبت کرے گا قیامت کے دن انہی کے ساتھ آئے گا اور چوتھی بات جس پر میں قسم کھاؤں تو میں سچا ہوں گا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں جس کی پردہ پوشی کریں گے آخرت میں بھی اس کی پردہ پوشی ضرور کریں گے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو دنیا کو چاہے گا وہ آخرت کا نقصان کرے گا اور جو آخرت کو چاہے گا وہ دنیا کا نقصان کرے گا، لہٰذا ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کی وجہ سے فانی دنیا کا نقصان کرلو (لیکن آخرت کا نہ کرو) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے مضبوط حلقہ تقویٰ کا کلمہ ہے اور سب سے بہترین ملت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے اور سب سے عمدہ طریقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہے اور سب سے اعلیٰ بات اللہ کا ذکر ہے اور بہترین قصے قرآن میں ہیں اور بہترین کام وہ ہیں جن کا انجام بہترین ہو۔ اور سب سے برے کام وہ ہیں جو نئے گھڑے جائیں اور جو مال کم ہو لیکن انسان کی ضروریات کے لئے کافی ہو وہ اس مال سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور انسان کو اللہ سے اور آخرت سے غافل کردے تم کسی جان کو (برے کاموں سے اور ظلم سے) بچالو یہ تمہارے لئے اس امارت سے بہتر ہے جس میں تم عدل وانصاف سے کام نہ لے سکو اور موت کے وقت کی ملامت سب سے بڑی ملامت ہے اور قیامت کے دن کی شرمندگی سب سے بری شرمندگی ہے اور ہدایت ملنے کے بعد گمراہ ہو جانا سب سے بری گمراہی ہے اور دل کا غنا سب سے بہترین غنا ہے (پیسہ پاس نہ ہو لیکن دل غنی ہو) اور سب سے بہترین

توشہ تقویٰ ہے اور اللہ تعالیٰ دل میں جتنی باتیں ڈالتے ہیں ان میں سب سے بہترین بات یقین ہے اور شک کرنا کفر میں شامل ہے اور دل کا اندھا پن سب سے برا اندھا پن ہے اور شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے اور عورتیں شیطان کا جال ہیں اور جوانی پاگل پن کی ایک قسم ہے اور میت پر نوحہ کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے اور بعض لوگ جمعہ میں سب سے آخر میں آتے ہیں اور صرف زبان سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں دل بالکل متوجہ نہیں ہوتا اور سب سے بڑی خطا جھوٹ بولنا ہے اور مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے اور اس کے مال کا احترام کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح اس کے خون کا احترام کرنا۔ جو لوگوں کو معاف کرے گا اللہ اسے معاف کرے گا جو غصہ پی جائے اللہ اسے اجر دے گا اور جو اوروں سے درگزر کرے گا اللہ اس سے درگزر کرے گا اور جو مصیبت پر صبر کرے گا اللہ اسے بہت عمدہ بدلہ دیں گے اور سب سے بری کمائی سود کی ہے اور سب سے برا کھانا یتیم کا مال ہے اور خوش قسمت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے اور بدقسمت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ازل سے بدبخت ہو گیا اور تم میں سے ہر ایک کو اتنا کافی ہے جس سے اس کے دل میں قناعت پیدا ہو جائے۔ تم میں سے ہر ایک کو بالآخر چار ہاتھ جگہ یعنی قبر میں جانا ہے اور اصل معاملہ آخرت کا ہے اور عمل کا دارومدار اس کے انجام پر ہے اور سب سے بری روایتیں جھوٹی روایتیں ہیں اور سب سے اعلیٰ موت شہادت والی موت ہے اور جو اللہ کی آزمائش کو پہچانتا ہے وہ اس پر صبر کرتا ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ اس کا انکار کرتا ہے اور جو برا بنتا ہے اللہ اسے نیچا کرتے ہیں جو دنیا سے دوستی کرتا ہے دنیا اس کے قابو میں نہیں آتی۔ جو شیطان کی بات مانے گا وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اللہ اسے عذاب دیں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو دنیا میں دکھاوے کی وجہ سے عمل کرے گا اللہ قیامت کے دن اس کے گناہ اور عیوب لوگوں کو دکھائیں گے اور جو دنیا میں شہرت کے لئے عمل کرے گا اللہ اس کے گناہ قیامت کے دن لوگوں کو سنائیں گے اور جو بڑا بننے کے لئے خود کو اونچا کرے گا اللہ اسے نیچا کریں گے اور جو عاجزی کی وجہ سے خود کو نیچا کرے گا اللہ

تعالیٰ اسے بلند کریں گے۔ (حیاۃ الصحابۃ: ۲/ ۵۵۵، ۵۵۷ وحلیۃ الاولیاء: ۱/ ۳۸)

قصہ نمبر ۱۶ ﴿ کچھ ایسے شناور بھی ہیں جنہیں............ ﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس زمانہ میں ایمان لائے تھے جب کہ مومنین کی جماعت صرف چند اصحاب پر مشتمل تھی اور مکہ کی سرزمین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور کسی نے اعلانیہ بلند آواز کے ساتھ تلاوت قرآن کی جرأت نہیں کی تھی، چنانچہ ایک روز مسلمانوں نے باہم مجتمع ہو کر اس مسئلہ پر گفتگو کی اور سب نے بالاتفاق کہا "خدا کی قسم! قریش نے اب تک بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔" لیکن پھر یہ سوال پیدا ہوا کہ اس پرخطر فرض کو کون انجام دے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اپنے آپ کو پیش کیا، لوگوں نے کہا کہ تمہارا خطرہ میں پڑنا مناسب نہیں، اس کام کے لئے تو ایک ایسا شخص درکار ہے جس کا خاندان وسیع ہو، اور وہ اس کی حمایت میں مشرکین کے دست ستم سے محفوظ رہے، لیکن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جوش ایمان سے برانگیختہ ہو کر کہا "مجھے چھوڑ دو! خدا میرا محافظ ہے۔"

غرض دوسرے روز چاشت کے وقت جب کہ تمام مشرکین قریش اپنی انجمن میں حاضر تھے، اس وارفتہ اسلام نے ایک طرف کھڑے ہو کر ساز توحید پر مضراب لگائی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد علم القرآن کا سحر آفرین راگ چھیڑا مشرکین نے تعجب اور غور سے سن کر پوچھا "ابن ام عبد کیا کہہ رہا ہے؟" کسی نے کہا کہ محمد پر جو کتاب اتری ہے اس کو پڑھتا ہے، یہ سننا تھا کہ تمام مجمع غیظ وغضب سے مشتعل ہو کر ٹوٹ پڑا اور اس قدر مارا کہ چہرہ ورم کر آیا، لیکن جس طرح پانی کے چند چھینٹے آگ کو اور زیادہ مشتعل کر دیتے ہیں، اسی طرح حضرت عبداللہ کا شعلہ ایمان اس ظلم وتعدی سے بھڑک اٹھا، مشرکین مارتے گئے لیکن ان کی زبان بند نہ ہوئی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جب اس فرض کو انجام دے کر خستگی وشکستہ حالی کے ساتھ اپنے احباب میں واپس آئے تو لوگوں نے کہا کہ ہم اسی ڈر سے تم کو جانے نہ دیتے تھے، بولے "خدا

کی قسم! دشمنان خدا آج سے زیادہ میری نظر میں کبھی ذلیل نہ تھے، اگر تم چاہو تو کل میں پھر اسی طرح ان کے مجمع میں جا کر قرآن کریم تلاوت کروں، لوگوں نے کہا ''بس جانے دو، اس قدر کافی ہے کہ جس کا سننا وہ ناپسند کرتے تھے اس کو تم نے بلند آہنگی کے ساتھ ان کے کانوں تک پہنچا دیا۔ (اسد الغابۃ، تذکرہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

وہ لوگ بھی ہیں جو ساحل پر طوفان سے سہمے بیٹھے ہیں
کچھ ایسے شناور بھی ہیں جنہیں ہر موج میں ساحل ملتا ہے

قصہ نمبر ۱۷ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بہادری و جانثاری

حضرت عبداللہ تمام مشہور و اہم جنگوں میں جانبازی و پامردی کے ساتھ سرگرم پیکار تھے، غزوہ بدر میں دو انصاری نوجوانوں نے سرخیل کفار ابوجہل بن ہشام کو تہ تیغ کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ابوجہل کی خبر لاتا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گئے ابھی کچھ کچھ جان باقی تھی، اس کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا ابوجہل تو ہی ہے۔

غزوہ احد، خندق، حدیبیہ، خیبر اور فتح مکہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب تھے مکہ سے واپس آتے ہوئے راہ میں غزوہ حنین پیش آیا، اس جنگ میں مشرکین اس طرح یکا یک ٹوٹ پڑے کہ مسلمان بدحواسی کے ساتھ منتشر ہو گئے۔ اور دس ہزار کی جماعت میں سے صرف اسی اصحاب ثابت قدمی کیساتھ شمع نبوت کے اردگرد پروانہ وار اپنی فدویت کے جوہر دکھاتے رہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان ہی جان نثاروں میں تھے، فرماتے ہیں کہ جب مشرکین نے سخت حملہ کیا تو ہم لوگ تقریباً اسی قدم تک پسپا ہوئے لیکن پھر جم کر کھڑے ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رہوار کو آگے بڑھاتے تھے لیکن وہ پیچھے کی طرف ہٹتا تھا اسی حالت میں آپ ایک دفعہ زین سے جھکے، میں نے پکار کر کہا ''آپ سربلند رہیں، خدا نے آپ کو رفعت عطا فرمائی ہے'' فرمایا ''مجھے ایک مٹھی خاک اٹھا دو'' میں نے خاک اٹھا کر دی، تو آپ نے مشرکین کے منہ کی جانب پھینک دی، جس سے ان کی آنکھیں غبار آلود ہو گئیں، پھر ارشاد ہوا مہاجرین و انصار کہاں ہیں؟'' میں نے اشارہ سے بتایا تو حکم ہوا کہ

انہیں آواز دے کر بلاؤ میں نے چیخ کر پکارا تو یکا یک سب کے سب پلٹ پڑے، اس وقت ان کی تلواریں نور ایمان سے اس طرح چمک رہی تھیں جس طرح شعلہ دہکتا ہے، غرض بگڑا ہوا کھیل پھر بن گیا۔ مشرکین مغلوب ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ (مسند احمد: ۴۵۳/۱)

قصہ نمبر ۱۸ ﴿حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور تحفظ حدود اللہ﴾

فطری رحم دلی، نرمی اور تلطف کے باعث عفو، درگزر اور چشم پوشی ان کا مخصوص شیوہ تھا، لیکن اسی کے ساتھ وہ اس راز سے بھی واقف تھے کہ بارگاہ عدالت میں جب کسی مجرم پر کوئی جرم ثابت ہو جائے تو اس کے ساتھ نرمی و درگزر سے پیش آنا، درحقیقت نظام حکومت ارکان و اساطین کو متزلزل کر دینا ہے، اس بنا پر وہ اثبات جرم کے بعد اپنی طبعی نرمی و شفقت کے باوجود قانون معدلت کے اجراء میں کبھی دریغ نہ فرماتے تھے، ایک دفعہ ایک شخص نے اپنے برادر زادہ کو شراب خوری کے جرم میں پیش کیا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تحقیقات کے بعد حد جاری کرنے کا حکم دے دیا، لیکن جب درے پڑنے لگے تو اس کا دل رحم و شفقت سے بھر آیا اور منت و سماجت کے ساتھ سفارش کرنے لگا، انہوں نے غضبناک ہو کر فرمایا تو نہایت ظالم چچا ہے اس کو حد شرعی کا مستحق ثابت کر کے چھوڑ دینے کی سفارش کرتا ہے جو اب ممکن نہیں۔ اسلام میں سب سے پہلے ایک عورت پر حد جاری کی گئی جس نے چوری کی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیدیا اور فرمایا کہ تم لوگوں کو اعراض و چشم پوشی سے کام لینا چاہئے کیا تم اسے پسند نہیں کرتے کہ خدا تمہیں بخشدے" (سیر الصحابۃ: ۲۸۰/۲)

قصہ نمبر ۱۹ ﴿حد جاری کرنے میں احتیاط﴾

بعض اوقات ایک ہی جرم مجرموں کے اختلاف حیثیات کے لحاظ سے ان کو مختلف سزاؤں کا مستوجب قرار دیتا ہے، حضرت عبداللہ اس نکتہ سے بھی اچھی طرح آگاہ تھے، ایک دفعہ ان کو اطلاع دی گئی کہ مسیلمہ کذاب کے متبعین میں سے کچھ لوگ اب تک موجود

ہیں جو اس کو رسول خدا کہتے ہیں، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے چند سپاہی بھیج کر ان کو گرفتار کرا دیا اور سب کی توبہ قبول کر کے چھوڑ دیا، لیکن ان کے سرگروہ ابن نواحہ کے لئے قتل کی سزا تجویز کی لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو بولے کہ ابن نواحہ اور ابن اثال دو شخص مسیلمہ کذاب کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سفیر بن کر گئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم مسیلمہ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا ''ہاں'' آپ نے فرمایا کہ ''اگر تم سفیر نہ ہوتے تو میں تمہیں قتل کرا دیتا'' اس بنا پر جبکہ وہ اب تک اس کے باطل عقیدہ سے باز نہیں آیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش کا پورا کرنا ضروری تھا۔

(سیر الصحابہ:۲/۲۸۰)

قصہ نمبر ۲۰ کوفہ کا عہدہ قضاء یا کانٹوں کا بستر

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری عہد خلافت میں کوفہ سازش، فتنہ پردازی اور بدامنی کا مرکز ہو گیا تو عہدہ قضاء کے لحاظ سے قدرۃً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بھی غیر معمولی دشواریاں پیش آئیں، ایک دفعہ عقبہ بن ولید کے دورِ امارت میں ایک ساحر کا مقدمہ پیش آیا، جو امیر کوفہ کے سامنے اپنی بازیگری کے کرشمے دکھا رہا تھا، لیکن فیصلہ صادر ہونے سے پہلے ہی جندب نامی ایک شخص نے اس کو قتل کر ڈالا، چونکہ یہ صریحاً معاملات حکومت میں مداخلت بے جا تھی، اس لئے انہوں نے قاتل کی گرفتاری کا حکم دے کر دربار خلافت کو مفصل واقعہ سے مطلع کیا، وہاں سے حکم آیا کہ معمولی تنبیہ وتعزیر کے بعد اس کو چھوڑ دو اور لوگوں کو سمجھاؤ کہ پھر آئندہ اس قسم کے واقعات کا اعادہ نہ ہونے پائے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس حکم کی تعمیل کی اور اہل کوفہ کو جمع کر کے فرمایا ''صاحبو! صرف شک وشبہ پر کوئی کام نہ کرو اور عدالت کو اپنے ہاتھ میں نہ لو مجرموں اور خطا کاروں کو سزا دینا ہمارا فرض ہے، تم کو اس میں مداخلت کی ضرورت نہیں۔'' (تاریخ طبری: ص ۲۸۴۵)

☆☆☆

قصہ نمبر ۲۱ ﴿ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق خاطر﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدام خاص میں شامل تھے، مسواک اٹھا کر رکھنا جوتا پہنانا، سفر کے موقع پر کجاوہ کسنا اور عصا لے کر آگے چلنا آپ کی مخصوص خدمت تھی، اس خدمت گزاری کے ساتھ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمدم وہمراز بھی تھے مخصوص صحبتوں میں شریک کئے جاتے بلا اذن تخلیہ کے موقعوں پر حاضر ہوتے اور راز کی تمام باتیں سن سکتے تھے، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر مسواک اور وضو کے پانے والے معزز خطاب دے رکھے تھے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ہم یمن سے آئے اور کچھ دنوں تک (مدینہ میں) رہے، ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس کثرت سے آتے جاتے دیکھا کہ ہم ان کو (عرصہ تک) خاندان رسالت کا ایک رکن گمان کرتے رہے'' غرض اس خدمت گزاری اور ہر وقت کی حاضر باشی نے ان کو قدرۃً سب سے زیادہ خرمن کمال کی خوشہ چینی کا موقع دیا۔ (سیر الصحابۃ: ۲/۲۸۷)

قصہ نمبر ۲۲ ﴿سب سے بڑے عالم قرآن، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ!﴾

ابوالاحوص فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے چند اصحاب کیساتھ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے مکان میں تھے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ چلنے کے قصد سے کھڑے ہوئے تو ابومسعود نے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا ''میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان سے زیادہ کوئی شخص قرآن کا عالم ہے'' ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ''کیوں نہیں! یہ اس وقت بارگاہ رسالت میں حاضر رہتے تھے جب کہ ہم لوگ غائب ہوتے تھے اور ان کو ان موقعوں میں باریاب ہونے کی اجازت تھی جب کہ ہم لوگ غائب ہوتے تھے اور ان کو ان موقوعوں میں باریاب ہونے کی اجازت تھی جب کہ ہم لوگ روک دیئے جاتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس دن سے

بہت دوست رکھتا ہوں جس دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''قرآن چار آدمیوں سے حاصل کرو' اورسب سے پہلے ابن ام عبد رضی اللہ عنہ کا نام لیا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب وفات پائی تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک دوسرے سے کہا ''کیا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے جیسا کسی کو چھوڑا؟ دوسرے نے کہا نہیں وہ خلوت جلوت ہر موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے تھے جبکہ ہم لوگوں کے لئے یہ ممکن نہ تھا۔'' (رواہ مسلم فی فضائل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

قصہ نمبر ۲۳ ﴿حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بحیثیت معلم ووزیر﴾

حضرت حارثہ بن مضرب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں (کوفہ) یہ خط لکھا:

> اما بعد! میں تمہاری طرف حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو امیر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم اور وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں، یہ دونوں حضرات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں خاص اونچے درجے کے لوگوں میں ہیں اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے ہیں۔ لہٰذا آپ لوگ ان دونوں سے (دین) سیکھو اور ان دونوں کی اقتداء کرو۔ (مجھے مدینہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی بہت ضرورت تھی لیکن) میں اپنی ضرورت کو قربان کر کے حضرت عبداللہ بن مسعود کو آپ لوگوں کے پاس بھیج رہا ہوں اور میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو عراق کے دیہات (کی زمین کی پیمائش کرنے) کے لئے بھیج رہا ہوں۔ میں نے ان حضرات کے لئے روزانہ کا وظیفہ ایک بکری مقرر کیا ہے۔ بکری کا آدھا حصہ اور کلیجی گردے وغیرہ حضرت عمار بن یاسر کو دیئے جائیں (کیونکہ وہ امیر ہیں ان کے پاس مہمان زیادہ ہوں گے) اور باقی آدھا حصہ ان تینوں حضرات کو دیا جائے (وہ تو حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عثمان بن حنیف ہیں تیسرے

غالباً حضرت حذیفہ بن یمان ہیں جن کو حضرت عمر نے حضرت عثمان بن حنیف کے ساتھ زمین کی پیمائش کے لئے بھیجا تھا)۔ (حیاۃ الصحابۃ: ۲/۷۹)

قصہ نمبر ۲۴ ﴿تلخ نوائی میری چمن میں گوارا کر﴾

حضرت عبداللہ بن ابی ہذیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر بنایا تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہا "آؤ جو گھر میں نے بنایا ہے وہ دیکھ لو۔ چنانچہ حضرت عمار ان کے ساتھ گئے اور گھر دیکھ کر کہنے لگے آپ نے بڑا مضبوط گھر بنایا ہے اور بڑی لمبی اور دور کی امیدیں لگائی ہیں حالانکہ آپ جلد ہی دنیا سے چلے جائیں گے"۔

(حلیۃ الاولیاء: ۱/۱۴۲)

تلخ نوائی میری چمن میں گوارا کر
زہر بھی کرتا ہے کبھی کارِ تریاقی

قصہ نمبر ۲۵ ﴿لاؤں کہاں سے ڈھونڈ کے میں تجھ سا دوسرا﴾

حضرت ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہم لوگ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے پاس دینار جیسے خوبصورت تین بیٹے بیٹھے ہوئے تھے ہم ان تینوں کو دیکھنے لگے تو وہ سمجھ گئے اور فرمایا شاید تم ان بیٹوں کی وجہ سے مجھ پر رشک کر رہے ہو (کہ تمہارے بھی ایسے بیٹے ہوں) ہم نے عرض کیا ایسے بیٹے ہی تو آدمی کے لئے قابل رشک ہوا کرتے ہیں۔ اس پر انہوں نے اپنے کمرے کی چھت کی طرف سر اٹھایا جو بہت نیچی تھی جس میں خُطَّاف (ابابیل جیسے پرندے) نے گھونسلا بنا رکھا تھا تو فرمایا میں اپنے ان بیٹوں کو دفن کر کے ان کی قبروں کی مٹی سے اپنے ہاتھوں کو جھاڑوں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ اس پرندے کا انڈا گر کر ٹوٹ جائے۔ (حیاۃ الصحابہ: ۲/۴۰۷)

لاؤں کہاں سے ڈھونڈ کے میں تجھ سا دوسرا
یہ کیوں نہ ہو کہ تجھ کو تیرے روبرو کروں

قصہ نمبر ۲۶ ﴿چڑیا بھی اللہ کی مخلوق ہے!!!﴾

حضرت ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں کوفہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا ایک دن وہ اپنے چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے اور فلاں فلاں عورتیں ان کی بیویاں تھیں جو بڑے حسب نسب اور جمال والی تھیں اور ان کی ان دونوں سے بڑی خوبصورت اولاد تھی کہ اتنے میں ان کے سر کے اوپر ایک چڑیا بولنے لگی اور اس نے ان کے سر پر بیٹ کر دی۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے بیٹ پھینک دی اور فرمایا عبداللہ کے سارے بچے مر جائیں اور ان کے بعد میں بھی مر جاؤں یہ مجھے اس چڑیا کے مرنے سے زیادہ پسند ہے۔ (حلیۃ الاولیاء:۱/۴۳)

قصہ نمبر ۲۷ ﴿دیدہ و دل، فرش راہ﴾

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ خطبہ دے رہے تھے آپ نے لوگوں سے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس وقت مسجد کے دروازے پر پہنچ چکے تھے یہ سنتے ہی وہیں بیٹھ گئے۔ آپ نے ان سے فرمایا اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! اندر آ جاؤ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ جمعہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب منبر پر بیٹھے تو آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی مسجد کے دروازے کے پاس بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا کہ وہ دروازے کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں تو ان سے فرمایا اے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ! اندر آ جاؤ۔ (حیاۃ الصحابۃ:۲/۴۵۷)

قصہ نمبر ۲۸ ﴿حضرت عمرؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کا گشت﴾

حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ باہر تشریف لے گئے۔ ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے انہیں ایک جگہ آگ کی روشنی نظر آئی یہ اس روشنی کی طرف چل پڑے یہاں تک کہ ایک گھر میں داخل ہو گئے یہ آدھی رات کا وقت تھا اندر جا کر دیکھا کہ گھر میں چراغ جل رہا ہے وہاں ایک بوڑھے میاں بیٹھے

ہوئے ہیں اور ان کے سامنے کوئی پینے کی چیز رکھی ہوئی ہے اور ایک باندی انہیں گانا سنا رہی ہے۔ ان بوڑھے میاں کو اس وقت پتہ چلا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج رات جیسا برا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ ایک بوڑھا اپنی موت کا انتظار کر رہا ہے (اور وہ یہ برا کام کر رہا ہے) اس بوڑھے نے سر اٹھا کر کہا آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن اے امیر المومنین! آپ نے جو کیا ہے وہ اس سے بھی زیادہ برا ہے آپ نے گھر میں گھس کر تجسس کیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجسس سے منع فرمایا ہے اور آپ اجازت کے بغیر گھر کے اندر آ گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دانت سے کپڑا پکڑ کر روتے ہوئے اس گھر سے باہر نکلے اور فرمایا اگر عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے رب نے معاف نہ فرمایا تو اسے اس کی ماں گم کرے یہ بوڑھا یہ سمجھتا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں سے چھپ کر یہ کام کرتا ہے اب تو عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسے یہ کام کرتے ہوئے دیکھ لیا ہے لہٰذا اب وہ بلا جھجک یہ کام کرتا رہے گا۔ اس بوڑھے نے ایک عرصہ تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آنا چھوڑ دیا۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ بوڑھا ذرا چھپتا ہوا آیا اور لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ لیا تو فرمایا اس بوڑھے کو میرے پاس لاؤ۔ ایک آدمی نے جا کر اسے بوڑھے کو کہا جاؤ امیر المومنین بلا رہے ہیں وہ بوڑھا کھڑا ہوا اس کا خیال تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس رات جو منظر دیکھا تھا آج اس کی سزا دیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے قریب آ جاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے اپنے قریب کرتے رہے یہاں تک کہ اسے اپنے پہلو میں بٹھا لیا پھر فرمایا ذرا اپنا کان میرے نزدیک کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے کان کے ساتھ منہ لگا کر کہا غور سے سنو۔ اس ذات کی قسم جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق دے کر اور رسول بنا کر بھیجا ہے! میں نے اس رات تمہیں جو کچھ کرتے ہوئے دیکھا تھا وہ میں نے کسی کو نہیں بتایا حتیٰ کہ حضرت ابن مسعو رضی اللہ عنہ اس رات میرے ساتھ تھے لیکن میں نے ان کو بھی نہیں بتایا۔ اس بوڑھے نے کہا اے امیر المومنین! ذرا اپنا کان میرے قریب کریں پھر اس بوڑھے نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کان کے ساتھ منہ لگا کر کہا اس ذات کی قسم جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق دے کر رسول بنا کر

بھیجا ہے میں نے بھی وہ کام اب تک دوبارہ نہیں کیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ زور زور سے اللہ اکبر کہنے لگے اور لوگوں کو پتہ نہیں تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کس وجہ سے اللہ اکبر کہہ رہے ہیں۔ (حیاۃ الصحابۃ: ۵۳۸/۲)

قصہ نمبر ۲۹ ﴿حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک عدالتی فیصلہ﴾

حضرت ابو ماجد حنفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک آدمی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے بھتیجے کو لے کر آیا اسکا بھتیجا نشہ میں مدہوش تھا اس آدمی نے کہا میں نے اسے نشے میں مدہوش پایا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے خوب اچھی طرح ہلاؤ اور جھنجوڑ واور اس کے منہ سے بو سونگھو۔ لوگوں نے اسے خوب ہلایا اور سونگھا تو اس کے منہ سے شراب کی بو آ رہی تھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تو اسے جیل خانہ میں ڈال دیا گیا۔ اگلے دن اسے جیل سے باہر نکالا اور فرمایا کہ کوڑے کی گانٹھ کو کوٹ دو تاکہ چابک جیسا ہو جائے چنانچہ اسے کوٹ دیا گیا پھر جلاد سے فرمایا اسے مارو لیکن ہاتھ اتنا نہ اٹھاؤ کہ بغل نظر آنے لگے اور ہر عضو کو اس کا حق دو۔ حضرت عبداللہ نے اس طرح کوڑے لگوائے جو زیادہ سخت نہ تھے اور جلاد کا ہاتھ بھی زیادہ اوپر نہیں اٹھتا تھا۔ کوڑے لگوانے کے وقت اس آدمی نے جبہ اور شلوار پہنی ہوئی تھی۔ پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ آدمی یتیم کا بہت برا سرپرست ہے (اے فلانے) تم نے اسے تمیز نہ سکھائی اور نہ اسے اچھے طرح ادب اور سلیقہ سکھایا۔ اس نے رسوائی والا کام کر لیا تھا لیکن تم نے اس پر پردہ نہ ڈالا۔ پھر حضرت عبداللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والے ہیں اور معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں اور جب کسی حاکم کے سامنے کسی کا جرم شرعاً ثابت ہو جائے تو اب اس حاکم پر لازم ہے کہ وہ اس مجرم کو شرعی سزا دے۔ پھر حضرت عبداللہ فرمانے لگے کہ مسلمانوں میں سب سے پہلے جس کا ہاتھ کاٹا گیا وہ ایک انصاری آدمی تھا۔ جب اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو غم کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برا حال ہو گیا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر راکھ چمٹ گئی ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو اس آدمی کے لائے جانے

سے بہت گرانی ہو رہی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے گرانی کیوں نہ ہو جب کہ تم لوگ اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے مددگار بنے ہوئے ہو؟ (تمہیں وہیں اسے معاف کر دینا چاہئے تھا) اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والے ہیں اور وہ معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں (میں معاف نہیں کرسکتا کیونکہ) جب حاکم کے سامنے کوئی جرم شرعاً ثابت ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ اس جرم کی شرعی سزا نافذ کرے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا﴾ (سورہ نور: ۲۲)

ترجمہ: ''اور چاہئے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔'' (حیاۃ الصحابۃ: ۲/۵۴۵)

قصہ نمبر ۳۰ ﴿مسلمان بھائی سے محبت کا اثر﴾

حضرت عون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھی (کوفہ سے مدینہ) ان کے پاس آئے تو ان سے حضرت عبداللہ نے پوچھا کیا تم ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے رہتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا جی ہاں یہ کام ہم نہیں چھوڑ سکتے۔ پھر پوچھا کیا تم لوگ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے رہتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا جی ہاں اے ابو عبدالرحمٰن! (ہماری تو یہ حالت ہے کہ) ہم میں سے کسی کو اس کا بھائی نہیں ملتا تو وہ اسے پیدل ڈھونڈتا ہوا کوفہ کے آخری کنارے تک چلا جاتا ہے اور اسے مل کر ہی واپس آتا ہے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا جب تک تم یہ کام کرتے رہو گے خیر پر رہو گے۔ (الترغیب والترہیب: ۴/۱۴۴)

قصہ نمبر ۳۱ ﴿دل کی چوٹوں نے چین سے رہنے نہ دیا﴾

حضرت زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کتاب اللہ (قرآن مجید) کی ایک آیت پڑھنے لگا۔ انہوں نے مجھے وہ آیت پڑھا دی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے یہ آیت مجھے جس طرح پڑھائی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو مجھے اس کے خلاف اور طرح سے پڑھائی تھی اس پر وہ رونے لگے اور اتنا روئے کہ مجھے ان کے آنسو کنکریوں میں گرتے ہوئے نظر آ رہے تھے پھر فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمہیں جیسے

پڑھایا ہے تم ویسے ہی پڑھو کیونکہ اللہ کی قسم! ان کی قرأت تحسین شہر (یہ بغداد کے قریب مشہور شہر تھا) کے راستہ سے بھی زیادہ واضح ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام کا ایک مضبوط قلعہ تھے جس میں اسلام داخل ہوتا تھا اس میں سے نکلتا نہیں تھا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو اس قلعہ میں شگاف پڑ گیا ہے اور اسلام اب اس قلعہ سے باہر آ رہا ہے اس کے اندر نہیں جا رہا ہے۔ (طبقات ابن سعد: ۳/ ۳۷۱)

دل کی چوٹوں نے چین سے رہنے نہ دیا
جب بھی سرد ہوا چلی ہم نے تجھے یاد کیا

قصہ نمبر ۳۲ ﴿مقام ابن مسعودؓ، حضرت عمرؓ کی نظر میں﴾

حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے اپنی لنگی ٹخنے سے نیچے لٹکا رکھی ہے تو اس سے فرمایا اپنی لنگی اوپر کر لو (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی لنگی بھی نیچے تھی) اس آدمی نے کہا اے ابن مسعود رضی اللہ عنہ! آپ بھی اپنی لنگی اوپر کر لیں۔ حضرت عبداللہ (ابن مسعود) نے اس سے فرمایا میں تمہارے جیسا نہیں ہوں میری پنڈلیاں پتلی ہیں اور میں لوگوں کا امام بنتا ہوں (میں لنگی نیچے کر کے لوگوں سے اپنی پنڈلیاں چھپاتا ہوں تاکہ ان کے دل میں مجھ سے نفرت پیدا نہ ہو) کسی طرح سے یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس آدمی کو مارنے لگے اور فرمانے لگے کیا تم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات کا جواب دیتے ہو؟ (حیاۃ الصحابۃ: ۲/ ۵۹۲)

قصہ نمبر ۳۳ ﴿حضرت عمرؓ کا حضرت ابن مسعودؓ پر اعتماد﴾

حضرت علاء رحمۃ اللہ علیہ اپنے اساتذہ سے یہ قصہ نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر پر کھڑے ہوئے اس گھر کی عمارت کو دیکھ رہے تھے۔ ایک قریشی آدمی نے کہا اے امیر المومنین! یہ کام آپ کے علاوہ کوئی اور کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اینٹ لے کر اسے ماری اور فرمایا کیا تم مجھے حضرت عبداللہ سے

متنفر کرنا چاہتے ہو؟ (حیاۃ الصحابۃ: ۵۹۳/۲، منتخب الکنز: ۱۲۰/۵)

قصہ نمبر ۳۴ ﴿مساکین سے اللہ کی محبت﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم چھ آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے میں، حضرت ابن مسعود، قبیلہ ہذیل کے ایک صاحب، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور دو آدمی اور بھی تھے راوی کہتے ہیں میں ان دونوں کے نام بھول گیا۔ اس دوران مشرکوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ان (چھ آدمیوں) کو اپنی مجلس سے باہر بھیج دیں۔ یہ ایسے اور ایسے (یعنی کمزور مسکین قسم) کے لوگ ہیں اور ہم بڑے مالدار اور سردار لوگ ہیں ان غریبوں کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے) اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں ایسا کرنے کا خیال آ گیا۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ (انعام: ۵۲)

''اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح و شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں جس سے خاص اس کی رضا ہی کا قصد رکھتے ہیں۔''

(حلیۃ الاولیاء: ۳۴۶/۱، المستدرک للحاکم: ۳۱۹/۳)

قصہ نمبر ۳۵ ﴿غیر محرم کو دیکھنے کا وبال﴾

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک بیمار کی عیادت کرنے گئے ان کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ گھر میں ایک عورت تھی جسے ان کا ایک ساتھی دیکھنے لگا تو اس سے حضرت عبداللہ نے کہا اگر تیری آنکھ پھوٹ جاتی تو یہ تیرے لئے (نامحرم کو دیکھنے سے) زیادہ بہتر تھا۔ (رواہ البخاری فی الادب المفرد، ص: ۷۸)

قصہ نمبر ۳۶ ﴿حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ محبوب خدا کے محبوب﴾

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دو آدمی ایسے ہیں کہ جب حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان دونوں سے محبت تھی ایک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دوسرے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو لشکر کا امیر بنا کر بھیجتے تھے اور اس لشکر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عام صحابہ رضی اللہ عنہم ہوتے تھے تو کسی نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو امیر بناتے تھے اور اپنے قریب کرتے تھے اور آپ سے محبت کرتے تھے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقعی مجھے امیر بنایا کرتے تھے لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح میرا دل لگانے کے لئے فرماتے تھے یا واقعی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجھ سے محبت تھی لیکن میں تمہیں ایسے دو آدمی بتاتا ہوں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے محبت تھی ایک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ۔

قصہ نمبر ۳۷ ﴿حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بھائی کا انتقال﴾

حضرت عون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان کے بھائی حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر ملی تو وہ رونے لگے کسی نے ان سے کہا کیا آپ رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا وہ نسب میں میرے بھائی تھے اور ہم دونوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اکٹھے رہے ہیں لیکن اس کے باوجود مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں ان سے پہلے مرتا بلکہ ان کا پہلے انتقال ہوا اور میں صبر کروں اور اللہ سے ثواب کی امید رکھوں یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں پہلے مروں اور میرے بھائی صبر کر کے اللہ سے ثواب کی امید رکھیں۔

حضرت خثیمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ان کے بھائی حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر ملی تو ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا یہ (رونا) رحمت اور شفقت کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ دلوں میں ڈالتے ہیں ابن آدم کا ان (آنسوؤں) پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ (طبقات ابن سعد: ۹۴/۴)

قصہ نمبر ۳۸ ﴿فاقہ سے حفاظت کا نسخہ﴾

حضرت ابوظبیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور فرمایا آپ کو کیا شکایت ہے؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے گناہوں کی شکایت ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کیا چاہتے ہیں؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنے رب کی رحمت چاہتا ہوں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں آپ کے لئے طبیب کو نہ بلا لاؤں؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا طبیب نے ہی (یعنی اللہ ہی نے) تو مجھے بیمار کیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں آپ کے لئے بیت المال میں سے عطیہ نہ مقرر کردوں؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ عطیہ آپ کے بعد آپ کی بیٹیوں کو مل جائے گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ کو میری بیٹیوں پر فقر کا ڈر ہے؟ میں نے اپنی بیٹیوں کو کہہ رکھا ہے کہ وہ ہر رات سورت واقعہ پڑھ لیا کریں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو آدمی ہر رات سورت واقعہ پڑھے گا اس پر کبھی فاقہ نہیں آئے گا (لہٰذا عطیہ کی ضرورت نہیں ہے)۔ (تفسیر ابن کثیر: ۴/۲۸۱)

قصہ نمبر ۳۹ ﴿مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اڑا دے﴾

حضرت عامر بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک آدمی نے کہا مجھے صرف اتنی بات پسند نہیں ہے کہ میں ان لوگوں میں سے ہو جاؤں جن کو

دائیں ہاتھ میں اعمال نامے ملیں گے بلکہ مجھے تو مقربین میں سے ہونا زیادہ پسند ہے۔
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہاں تو ایک آدمی ایسا ہے جو یہ چاہتا ہے کہ مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ ہی نہ کیا جائے (بلکہ اسے بالکل ہی ختم کر دیا جائے اس سے وہ اپنی ذات مراد لے رہے تھے اپنے آپ کو تواضعاً جنت کا مستحق نہیں سمجھتے تھے۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مجھے جنت اور جہنم کے درمیان کھڑا کر کے یہ کہا جائے کہ تم پسند کرلو چاہے جنت اور جہنم میں سے کسی میں چلے جاؤ چاہے راکھ بن جاؤ تو میں راکھ بن جانے کو پسند کروں گا۔ (حلیۃ الاولیاء:۱/۱۳۴)

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اڑا دے
تیرے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

قصہ نمبر ۴۰ ﴿حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دل سوز تلاوت﴾

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ میں نے عرض کیا میں آپ کو قرآن سناؤں حالانکہ قرآن تو خود آپ پر نازل ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ میں دوسرے سے قرآن سنوں، چنانچہ میں نے سورت نساء پڑھنی شروع کردی اور جب میں "فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا. (النساء:۴۱) (پس اس وقت کیا حالت ہوگی جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان سب پر گواہ بنائیں گے) پر پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بس کرو۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ (رواہ البخاری والبدایۃ والنہایۃ:۶/۵۹)

قصہ نمبر ۴۰ ﴿آخری جنتی کا تذکرہ﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں آگ سے نکلے گا وہ ایک ایسا آدمی ہوگا جو

کہ زمین پر گھسیٹتا ہوا جہنم سے نکلے گا (جہنم کے عذاب کی شدت کی وجہ سے سیدھا نہ چل سکے گا) اس کو حکم ہوگا کہ جا جنت میں داخل ہو جا۔ وہ وہاں جا کر دیکھے گا کہ لوگوں نے تمام جگہوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ سب جگہیں پر ہو چکی ہیں چنانچہ واپس آ کر عرض کرے گا اے میرے رب! لوگ تو ساری جگہیں لے چکے ہیں (میرے لئے تو اب کوئی جگہ باقی نہیں رہی) وہاں سے ارشاد ہوگا (دنیا کا) وہ زمانہ بھی تمہیں یاد ہے جس میں تم تھے وہ کہے گا خوب یاد ہے ارشاد ہوگا کہ تم کو تمہاری تمنائیں بھی دیں اور دنیا سے دس گنا زیادہ بھی دیا وہ عرض کرے گا آپ بادشاہوں کے بادشاہ ہو کر مجھ سے مذاق فرماتے ہیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اس موقع حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنے ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ (اخرجہ الترمذی فی الشمائل: ص ر ۱۰)

قصہ نمبر ۴۲ ﴿حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نصیحتیں﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر تشریف لائے اور تین مرتبہ فرمایا اے ابن مسعود! میں نے بھی جواب میں تین مرتبہ عرض کیا لبیک یا رسول اللہ! پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی زیادہ جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سب سے افضل وہ ہے جس کے عمل سب سے اچھے ہوں بشرطیکہ اسے دین کی سمجھ حاصل ہو جائے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابن مسعود! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تم جانتے ہو لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی زیادہ جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سب سے بڑا عالم وہ ہے کہ جب لوگوں میں اختلاف ہو جائے تو وہ (حالات سے متاثر نہ ہو بلکہ) اس موقع پر اس کی سب سے زیادہ نگاہ حق پر ہو جائے وہ عمل میں کچھ کم ہو اور اگر چہ وہ سرین کے بل گھسیٹ کر چلتا ہو۔ مجھ سے پہلے جو لوگ تھے ان کے بہتر (۷۲) فرقے بن گئے تھے ان میں سے صرف تین فرقوں کو نجات ملی اور باقی سب ہلاک ہو گئے ایک تو وہ فرقہ جنہوں نے

بادشاہوں کا مقابلہ کیا اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے دین کی وجہ سے اور اپنے دین کی وجہ سے ان بادشاہوں سے جنگ کی۔ بادشاہوں نے انہیں پکڑ کر قتل کیا آروں سے چیر کر ان کے ٹکڑے کر دیئے۔ دوسرا فرقہ وہ تھا جن میں بادشاہوں سے مقابلہ کی سکت نہیں تھی اور ان میں رہ کر ان کو اللہ کی اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے دین کی دعوت دینے کی ہمت نہیں تھی یہ لوگ مختلف علاقوں کی طرف نکل گئے اور رہبانیت اختیار کر لی۔ ان ہی کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے۔

﴿رَهْبَانِيَةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَا هَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ﴾ (الحدید:۲۷)

''اور انہوں نے رہبانیت کو خود ایجاد کر لیا ہم نے اس کو ان پر واجب نہ کیا تھا لیکن انہوں نے حق تعالیٰ کی رضا کے واسطے اس کو اختیار کیا تھا۔ سو انہوں نے اس (رہبانیت) کی پوری رعایت نہ کی۔''

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کرے اور میرا اتباع کرے وہ اس رہبانیت کی پوری رعایت کرنے والا شمار ہوگا جو میرا اتباع نہ کریں یہی لوگ ہلاک ہونے والے ہیں۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک فرقہ جابر بادشاہوں کے پاس ٹھہرا رہا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت دیتا رہا جس پر انہیں پکڑ کر قتل کیا گیا آروں سے چیرا گیا آگ میں زندہ جلا دیا گیا انہوں نے جان دے دی لیکن صبر کا دامن نہ چھوڑا۔ (حیاۃ الصحابہ ۲:۸۰۸)

قصہ نمبر ۴۳ ﴿حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا زہد﴾

حضرت عدسہ طائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں سرف مقام پر تھا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف فرما ہوئے میرے گھر والوں نے مجھے کچھ چیزیں دے کر ان کی خدمت میں بھیجا ہمارے جو غلام اونٹوں کی خدمت میں تھے وہ چار دن کی مسافت سے ایک پرندہ پکڑ کر لائے میں وہ پرندہ لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا تو انہوں نے مجھ سے

پوچھا تم یہ پرندہ کہاں سے لائے ہو؟ میں نے کہا ہمارے چند غلام اونٹوں کی خدمت میں تھے وہ چار دن کی مسافت سے یہ پرندہ شکار کر کے لائے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میرا دل تو چاہتا ہے کہ جہاں سے شکار کر لایا گیا ہے وہاں (تنہا) رہا کروں نہ میں کسی سے کسی معاملہ میں کوئی بات کروں اور نہ کوئی مجھ سے بات کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جاملوں۔''

حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا آپ مجھ کو کچھ وصیت فرمادیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اپنے گھر میں رہا کرو (باہر نہ جایا کرو) اور اپنی زبان کو (لایعنی اور بیکار باتوں سے) روک کر رکھا کرو اور اپنی خطائیں یاد کر کے رویا کرو۔

حضرت اسماعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت ابوعبیدہ کو تین وصیتیں کیں فرمایا میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور تم اپنے گھر میں ہی رہا کرو اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔ (حیاۃ الصحابہ: ۸۱۸/۲)

قصہ نمبر ۴۴ ﴿خدمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعزاز﴾

حضرت قاسم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جوتی پہنایا کرتے تھے پھر لاٹھی لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے چلتے جب حضور اپنی مجلس میں پہنچ جاتے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں جوتیاں اتار کر اپنے بازوؤں میں ڈال لیتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لاٹھی دے دیتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مجلس سے اٹھنے لگتے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جوتی پہناتے پھر لاٹھی لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے چلتے یہاں تک کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے حجرے میں داخل ہوتے۔ (طبقات ابن سعد: ۱۵۳/۳)

☆☆☆

قصہ نمبر ۴۵ ﴿کسی کو کیا خبر کیا چیز ہیں وہ﴾

حضرت زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ سامنے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔

''یہ دین کی سمجھ اور علم سے بھری ہوئی کوٹھی ہیں۔''

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا اور ان کے بارے میں یوں گویا ہوئے:

''یہ تو علم سے بھری ہوئی کوٹھی ہیں اور انہیں قادسیہ بھیج کر میں نے قادسیہ والوں کو اپنے پر ترجیح دی ہے۔'' (طبقات ابن سعد: ۱۶۱/۴)

کسی کو کیا خبر کیا چیز ہیں وہ
انہیں دیکھے کوئی میری نظر سے

قصہ نمبر ۴۶ ﴿سانپ کو مارنے کا ثواب﴾

حضرت ابوالاحوص جشمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرما رہے تھے کہ اتنے میں انہیں دیوار پر سانپ چلتا ہوا نظر آیا، انہوں نے بیان چھوڑ کر چھڑی سے اسے اتنا مارا کہ وہ مر گیا، پھر فرمایا:

''میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے کسی سانپ کو مارا تو گویا اس نے ایسے مشرک کو مارا جس کا خون بہانا حلال ہو گیا ہو۔'' (مسند احمد: ۴۲۱/۱)

قصہ نمبر ۴۷ ﴿حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت﴾

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا گیا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ سے کوفہ کو روانہ ہوئے، آٹھ دن سفر کرنے کے بعد انہوں نے ایک جگہ بیان کیا، پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا:

''امابعد! امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ہم نے لوگوں کو اس دن سے زیادہ روتے ہوئے کسی دن نہیں دیکھا، پھر ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ جمع ہوئے اور ایسے آدمی کی تلاش کرنے میں کوئی کمی نہیں کی جو ہم میں سب سے بہتر ہو اور جو ہم پر ہر لحاظ سے فوقیت رکھنے والا ہو، لہٰذا ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کرلی ہے آپ لوگ بھی ان سے بیعت ہوجائیں۔''

(طبقات ابن سعد: ۶۳/۳)

قصہ نمبر ۴۸ ﴿تعویذ و گنڈے سے اجتناب﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جب ضرورت پوری کر کے گھر واپس آتے اور دروازے پر پہنچتے تو کھنکارتے اور تھوکتے تاکہ ایسا نہ ہو کہ اچانک اندر آئیں اور ہمیں کسی نامناسب حالت میں دیکھ لیں، چنانچہ وہ ایک دن آئے اور انہوں نے کنکھارا اس وقت میرے پاس ایک بوڑھی عورت تھی جو پت کا منتر پڑھ کر مجھ پر دم کر رہی تھی۔ میں نے اسے پلنگ کے نیچے چھپا دیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اندر آکر میرے پاس بیٹھ گئے۔ ان کو میری گردن میں ایک دھاگہ نظر آیا۔ انہوں نے کہا یہ دھاگہ کیسا ہے؟ میں نے کہا اس پر منتر پڑھ کر کسی نے مجھے دیا ہے۔ انہوں نے دھاگہ پکڑ کر کاٹ دیا اور فرمایا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو شرک کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ منتر تعویذ اور گنڈا یہ سب شرک ہیں (بشرطیکہ ان چیزوں کو بھی خود اثر کرنیوالا سمجھے) میں نے ان سے کہا کہ یہ آپ کیسے کہہ رہے ہیں؟ میری آنکھ دکھنے آتی تھی میں فلاں یہودی کے پاس جایا کرتی تھی وہ دم کیا کرتا تھا۔ جب بھی وہ دم کرتا میری آنکھ ٹھیک ہوجاتی تھی؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سب کچھ شیطان کی طرف سے تھا۔ شیطان تمہاری آنکھ پر ہاتھ سے کوچا مارتا تھا (جس سے آنکھ دکھنے لگ جاتی تھی) جب یہودی دم

کرتا تھا تو وہ اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا (جس سے آنکھ ٹھیک ہو جاتی) تمہیں یہ کافی تھا کہ تم اس موقع پر یہ دعا پڑھ لیتیں جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا کرتے تھے:

﴿اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا﴾ (تفسیر ابن کثیر: ۴۹۴/۲)

''اے لوگوں کے رب! بیماری کو دور کر دے اور شفا دے دے۔ اصل شفا تو تیری دی ہوئی شفا ہے، تو ایسی شفا دے جو بیماری کا نام و نشان مٹا دے۔''

قصہ نمبر ۴۹ ﴿حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پہرہ دیتے ہیں﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے آخری حصہ میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور فرمایا ہمارا پہرہ کون دیگا؟ میں نے عرض کیا میں، میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم، تم، تم تو سوتے رہ جاؤ گے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اچھا تم ہی پہرہ دو، چنانچہ میں پہرہ دینے لگا۔ جب صبح صادق ہونے لگی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات پوری ہوگئی اور مجھے نیند آ گئی اور جب سورج کی گرمی ہماری پشت پر پڑی تب ہماری آنکھ کھلی، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور ایسے موقع پر جو کیا کرتے تھے وہ کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی۔ اور پھر فرمایا اگر اللہ چاہتے تو تم یوں سوتے نہ رہ جاتے اور تمہاری نماز قضا نہ ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ تمہارے بعد آنے والوں میں سے کوئی سوتا رہ جائے یا نماز پڑھنا بھول جائے تو اس کے لئے عملی نمونہ سامنے آ جائے۔ (حیاۃ الصحابۃ: ۴۰/۳)

قصہ نمبر ۵۰ ﴿حضرت عبداللہ کی رات، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاگ کر گزاری اور صبح ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

آج رات مجھے خواب میں انبیاء علیہم السلام اوران کی تابعدار امتیں دکھائی گئیں۔ایک ایک نبی میرے پاس سے گزرتا تھا کوئی نبی ایک جماعت میں ہوتا،کسی کے ساتھ تین آدمی ہوتے، کسی کے ساتھ کوئی بھی نہ ہوتا،اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے ایک راوی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿أَلَيْسَ مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ﴾ (هود: ۷۸)

''کیاتم میں کوئی بھی (معقول آدمی اور) بھلا مانس نہیں''

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر میرے پاس سے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ گزرے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ آپ کے بھائی حضرت موسیٰ بن عمران اوران کے تابعدار امتی ہیں۔میں نے عرض کیا اے میرے رب! میری امت کہاں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنی دائیں طرف ٹیلوں میں دیکھوں۔میں نے وہاں دیکھا تو بہت سے آدمیوں کے چہرے نظر آئے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا آپ راضی ہوگئے؟ میں نے کہا اے میرے رب! میں راضی ہوگیا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب اپنی بائیں طرف آسمان کے کنارے میں دیکھو۔ میں نے وہاں دیکھا تو بہت سے آدمیوں کے چہرے نظر آئے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا آپ راضی ہوگئے میں نے کہا اے میرے رب! میں راضی ہوگیا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے ساتھ ستر ہزار اور بھی ہیں جو جنت میں حساب کے بغیر داخل ہوں گے۔پھر قبیلہ بنو اسد کے حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! اللہ سے دعا کریں کہ میں بھی ان ستر ہزار میں سے ہوجاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم ان میں سے ہو۔اس پر ایک اور صحابی بولے جو کہ بدری تھے وہ کہنے لگے اے اللہ کے نبی! اللہ سے دعا کریں اللہ مجھے بھی ان میں شامل کردے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس دعا میں عکاشہ تم سے سبقت لے گئے۔پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں اگر تم ستر ہزار والوں میں سے ہوسکتے ہوتو ان میں سے ضرور ہوجاؤ۔اگر یہ نہ ہوسکے تو تم ٹیلوں والوں میں سے ہوجاؤ اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو پھر ان میں سے ہوجاؤ جن کو میں نے آسمان کے کنارے میں دیکھا

تھا کیونکہ میں نے ایسے بہت سے آدمی دیکھے ہیں جن کے حالات ان تین قسم کے انسانوں کے خلاف ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم جنت والوں کا چوتھائی حصہ ہو گے۔ اس پر ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم جنت والوں میں آدھے ہوگے۔ ہم نے پھر اللہ اکبر کہا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

﴿ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۝﴾ (الواقعہ: ۳۹۔۴۰)

''(اصحاب الیمین) کا ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں ہوگا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں سے ہوگا۔''

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم آپس میں یہ بات کرنے لگے کہ یہ ستر ہزار کون ہیں؟ ہم نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے اور انہوں نے زندگی میں کبھی شرک نہیں کیا۔ ہوتے ہوتے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں یہ تو وہ لوگ ہیں جو (علاج کیلئے) جسم پر داغ نہیں لگائیں گے اور کبھی منتر نہیں پڑھیں گے اور نہ کبھی بدفالی لیں گے اور اپنے رب پر توکل کریں گے۔

(تفسیر ابن کثیر: ۲۹۳/۴، ورواہ الحاکم فی المستدرک ۵۷۸/۴)

قصہ نمبر ۵۱ ﴿حضرت ابوذرؓ کی وفات اور حضرت عبداللہؓ کے آنسو﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ربذہ بستی کی طرف جلاوطن کر دیا اور تقدیر کی لکھی موت ان کو آنے لگی اور اس وقت ان کے پاس صرف ان کی بیوی اور ان کا غلام تھا تو انہوں نے ان دونوں کو وصیت کی کہ (جب میرا انتقال ہو جائے تو) تم دونوں مجھے غسل دینا اور پھر مجھے کفن دینا پھر میرے جنازے کو راستے کے درمیان رکھ دینا، جو بھی پہلا قافلہ آپ لوگوں کے پاس سے گزرے انہیں بتا دینا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے دفن کرنے میں ہماری مدد کرو، چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان دونوں نے غسل دے کر کفن پہنا کر ان کا جنازہ راستہ کے درمیان رکھ دیا کہ اتنے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عراق کی ایک

جماعت کے ساتھ وہاں پہنچے۔ یہ لوگ عمرہ کرنے جا رہے تھے۔ ان کے اونٹ جنازے پر چڑھنے ہی لگے تھے کہ وہ لوگ راستہ میں جنازہ دیکھ کر گھبرا گئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے غلام نے کھڑے ہو کر کہا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے دفن کرنے میں ہماری مدد کرو۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ چیخ مار کر رونے لگے اور فرمانے لگے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ (اے ابوذر!) تو اکیلا چلے گا اکیلا مرے گا اور اکیلا اٹھایا جائے گا پھر وہ اور ان کے ساتھی سواریوں سے اترے اور انہیں دفن کیا۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ والی حدیث سنائی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک جاتے ہوئے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو جو کچھ کہا تھا وہ بھی بتایا۔ (طبقات ابن سعد ۲۳۴/۴)

قصہ نمبر ۵۲ ﴿نفلی روزے نہ رکھنے کی وجہ﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نفلی روزے نہیں رکھا کرتے تھے اور فرماتے تھے جب میں روزہ رکھتا ہوں تو کمزوری ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے نماز میں کمی آجاتی ہے اور مجھے روزہ سے زیادہ نماز سے محبت ہے وہ اگر روزہ رکھتے تو مہینے میں صرف تین دن رکھا کرتے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت کم (نفلی) روزے رکھتے تھے۔ اس بارے میں کسی نے ان سے وجہ دریافت کی تو انہوں نے جواب میں وہی بات کہی جو پچھلی حدیث میں گزری ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کم روزہ رکھنے والا فقیہ نہیں دیکھا۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ روزے کیوں نہیں رکھتے؟ انہوں نے فرمایا مجھے نماز روزے سے زیادہ پسند ہے۔ روزے رکھتا ہوں تو کمزور ہو جاتا ہوں اور پھر نماز کی ہمت نہیں رہتی۔ (طبقات ابن سعد: ۱۵۵/۳، والمستدرک للحاکم: ۲۲۵/۳)

☆☆☆

قصہ نمبر ۵۳ ﴿تکبیر اولیٰ کا اہتمام﴾

قبیلہ بنو طے کے ایک صاحب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد جانے کے لئے گھر سے نکلے اور تیز تیز چلنے لگے، کسی نے ان سے کہا آپ تو اس طرح چلنے سے منع کرتے ہیں اور خود اس طرح چل رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ مجھے نماز کا ابتدائی کنارہ یعنی تکبیر اولیٰ مل جائے۔

حضرت سلمہ بن کہیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کے لئے تیزی سے چل رہے تھے کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا جن چیزوں کی طرف تم تیزی سے چلتے ہو کیا ان میں نماز اس کی سب سے زیادہ حقدار نہیں ہے۔ (حیاۃ الصحابۃ: ۱۲۶/۳)

قصہ نمبر ۵۴ ﴿کوفہ کی مسجد کے ستون﴾

حضرت مرہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں کوفہ کی مسجد کے ہر ستون کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھوں گا۔ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں آ گئے۔ میں اپنی یہ بات ان کو بتانے گیا تو ایک آدمی مجھ سے پہلے ان کے پاس چلا گیا اور میں جو کچھ کر رہا تھا وہ اس آدمی نے ان کو بتا دیا۔ اس پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اسے یہ معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ سب سے قریبی ستون کے پاس بھی ہیں تو نماز پوری کرنے تک اس ستون سے آگے نہ بڑھتا (یعنی مسجد کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھنا کوئی خاص ثواب کا کام نہیں ہے۔ ثواب میں نماز کے سارے ستون برابر ہیں۔)

(حیاۃ الصحابۃ: ۱۳۶/۳)

قصہ نمبر ۵۵ ﴿امامت کا حق دار کون......؟﴾

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسید رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے غلام حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کھانا تیار کیا پھر انہوں نے حضرت ابوذر، حضرت حذیفہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کھانے کے لئے بلایا یہ حضرات تشریف لے آئے اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا تو

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کیلئے آگے بڑھے تو ان سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا گھر کا مالک آپ کے پیچھے کھڑا ہے وہ امامت کا زیادہ حصہ دار ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن مسعود رضی اللہ عنہ! کیا بات اسی طرح ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پیچھے آگئے۔ حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حالانکہ میں غلام تھا لیکن انہوں نے مجھے آگے کیا آخر میں نے ان سب کی امامت کرائی۔ (حیاۃ الصحابۃ: ۱۵۴/۳)

قصہ نمبر ۵۶ ﴿حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا علم و فضل﴾

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ملنے ان کے گھر گئے وہاں نماز کا وقت آگیا حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! آپ (نماز پڑھانے کیلئے) آگے بڑھیں کیونکہ آپ کی عمر بھی زیادہ ہے اور علم بھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں آپ آگے بڑھیں کیونکہ ہم آپ کے پاس آپ کے گھر میں اور آپ کی مسجد میں آئے ہیں، اس لئے آپ زیادہ حقدار ہیں؟ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے اپنی جوتی اتاری اور نماز پڑھائی۔

جب انہوں نے سلام پھیرا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ نے جوتے کیوں اتارے؟ کیا آپ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح) مقدس وادی میں ہیں؟ اور طبرانی کی ایک روایت میں یہ کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے ابو موسیٰ! آپ جانتے ہی ہیں کہ یہ بات سنت میں ہے کہ گھر والا (نماز پڑھانے کیلئے) آگے بڑھے لیکن حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا اور ان دونوں حضرات میں سے کسی ایک کے غلام نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ (حیاۃ الصحابۃ: ۱۵۴/۳)

قصہ نمبر ۵۷ ﴿حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اندازِ تلاوت﴾

حضرت علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک رات گزاری۔ شروع رات میں وہ سو گئے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور قرآن

ترتیل سے ایسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھ رہے تھے جیسے کہ محلّہ کی مسجد میں امام پڑھتا ہے اور گانے جیسی آواز نہ تھی اور اتنی اونچی آواز سے پڑھ رہے تھے کہ آس پاس والے سن لیں اور آواز کو گلے میں گھما نہیں رہے تھے۔ جب صبح صادق میں اتنا وقت رہ گیا جتنا مغرب کی اذان سے لے کر نماز مغرب کے ختم ہونے تک کا ہوتا ہے تو پھر انہوں نے وتر پڑھے۔ (حیاۃ الصحابۃ: ۱۶۸/۳)

قصہ نمبر ۵۸ ﴿غفلت کی گھڑی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نفل﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک وقت ایسا ہے جس میں جب بھی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا انہیں نماز پڑھتے ہوئے ہی پایا اور وہ ہے مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت۔ میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا ایک وقت ایسا ہے جس میں جب بھی میں آپ کے پاس آتا ہوں تو آپ کو نماز پڑھتے ہوئے پاتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ فرصت کا وقت ہے (یا یہ غفلت کی گھڑی ہے اس وقت لوگ اپنے کھانے پینے وغیرہ میں لگ جاتے ہیں اور اللہ سے غافل ہو جاتے ہیں، اس لئے میں غفلت کی اس گھڑی میں عبادت کرتا ہوں)۔

حضرت اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا غفلت کی گھڑی یعنی مغرب اور عشاء کے درمیان نفل پڑھنا بہترین عمل ہے۔ (حیاۃ الصحابۃ: ۱۷۱/۳)

قصہ نمبر ۵۹ ﴿انہیں دیکھے کوئی میری نظر سے﴾

حضرت یزید بن عمیرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے اردگرد بیٹھے ہوئے لوگ رونے لگے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اس علم کی وجہ سے روتے ہیں جس کے حاصل کرنے کا سلسلہ آپ کے انتقال پر ٹوٹ جائے گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں علم وایمان قیامت تک اپنی جگہ رہیں گے جو ان دونوں کو تلاش کرے گا وہ انہیں قرآن وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ضرور پالے گا (چونکہ قرآن مجید معیار ہے اس لئے) ہر کلام کو قرآن پر پیش کرو اور

قرآن کو کسی کلام پر پیش مت کرو۔ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کرو اگر یہ حضرات نہ ملیں تو پھر ان چار سے حاصل کرو حضرت عویمر (ابولدرداء) حضرت ابن مسعود، حضرت سلمان اور حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہم یہ ابن سلام وہی ہیں جو یہودی تھے پھر مسلمان ہوگئے تھے کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ یہ جنت میں بلا حساب جانے والے دس آدمیوں میں سے ہیں اور عالم کی لغزش سے بچو اور جو بھی حق بات لے کر آئے اسے قبول کرلو اور جو غلط بات لے کر آئے اسے قبول نہ کرو چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ (حیاۃ الصحابۃ: ۱۹۹/۳)

قصہ نمبر ۶۰ ﴿وعظ وتقریر کا ایک اہم اصول﴾

حضرت شفیق بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک دن ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا مجھے خبر مل جاتی ہے کہ آپ لوگ باہر بیٹھے ہیں لیکن بعض دفعہ میں جان بوجھ کر آپ لوگوں کے پاس باہر نہیں آتا تاکہ میرے زیادہ بیانات اور زیادہ حدیثیں سنانے کی وجہ سے آپ لوگ اکتا نہ جائیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعظ اور بیان میں ہمارا خیال فرماتے تھے تاکہ ہم اکتا نہ جائیں۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک آدمی پر گزر ہوا جو ایک قوم میں وعظ کر رہا تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے وعظ ونصیحت کرنے والے! لوگوں کو (اللہ کی رحمت سے) ناامید نہ کرنا۔ (حیاۃ الصحابہ: ۲۳۷/۳)

قصہ نمبر ۶۰ ﴿لاعلمی کا اظہار، سنت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! جس آدمی سے ایسی بات پوچھی جائے جو اسے معلوم ہے تو وہ بتادے اور جسے معلوم نہیں ہے وہ کہہ دے اللہ زیادہ جانتا ہے (میں نہیں جانتا) کیونکہ یہ بھی علم میں سے ہے کہ جس بات کو آدمی نہیں جانتا اس کے بارے میں کہہ دے کہ اللہ زیادہ جانتا ہے خود اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے:

﴿قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾

(ص: ۸۶)

''آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس قرآن (کی تبلیغ) پر نہ کچھ معاوضہ چاہتا ہوں اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں سے ہوں۔''

(جامع العلم لابن عبدالبر: ۲/۵۱)

قصہ نمبر ۶۲ ﴿حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے لوگوں کے سوالات﴾

ایک دن لوگوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ سوالات کئے تو انہوں نے حضرت حارث بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا اے حار بن قیس! (شفقتاً حارث کو حار کہہ کر پکارا) تمہارا کیا خیال ہے یہ لوگ اتنا زیادہ پوچھ کر کیا کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت حارث نے کہا یہ لوگ تو بس سیکھ کر چھوڑ دیں گے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! تم نے ٹھیک کہا۔ (حیاۃ الصحابۃ: ۳/۲۵۱)

قصہ نمبر ۶۳ ﴿ایک آیت کی برکتیں﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آدمی کو ایک آیت پڑھاتے اور فرماتے جتنی چیزوں پر سورج کی روشنی پڑتی ہے یا روئے زمین پر جتنی چیزوں ہیں یہ آیت ان سب سے بہتر ہے۔اس طرح آپ پورا قرآن سکھاتے اور ہر آیت کے بارے میں یہ ارشاد فرماتے۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب صبح ہوتی تو لوگ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر آنے لگتے۔ یہ ان سے فرماتے سب اپنی جگہ بیٹھ جائیں پھر ان لوگوں کے پاس سے گزرتے جنہیں قرآن پڑھا رہے ہوتے اور ان سے فرماتے اے فلانے! تم کون سی سورت تک پہنچ گئے ہو؟ وہ اس سورت کی آیت بتاتا تو یہ اس سے آگے والی آیت اسے پڑھاتے پھر فرماتے اس آیت کو سیکھ لو یہ تمہارے لئے ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جو زمین وآسمان کے درمیان ہیں اور کسی کاغذ پر صرف ایک آیت لکھی ہوا سے دیکھنا بھی دنیا و مافیہا

سے بہتر ہے پھر دوسری آیت پڑھاتے اور یہی ارشاد فرماتے اور ان سب لوگوں کو یہی بات کہتے۔ (حیاۃ الصحابۃ: ۳/۲۵۴)

قصہ نمبر ۶۴ ﴿حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہل کوفہ کو نصیحتیں﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ کے کچھ لوگ آئے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام کیا اور انہیں اس بات کی تاکید کی کہ وہ اللہ سے ڈریں اور قرآن کے بارے میں آپس میں جھگڑا نہ کریں کیونکہ قرآن میں اختلاف نہیں ہے اور نہ اسے چھوڑا جاسکتا ہے نہ اسے زیادہ پڑھنے سے دل اکتاتا ہے اور کیا آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ شریعت اسلام کے حدود، فرائض اور اوامر سب ایک ہی ہیں۔ اگر قرآن میں ایک جگہ کسی کا حکم ہوتا اور دوسری جگہ اس کی ممانعت ہوتی تو پھر تو قرآن میں اختلاف ہوتا۔ قرآن میں تمام مضامین ایک دوسرے کی تائید کرنے والے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ تم لوگوں میں علم اور دین کی سمجھ اور لوگوں سے زیادہ ہے اور اگر مجھے کسی آدمی کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والے علوم کو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے اور اونٹ مجھے اس تک پہنچا سکتے ہیں تو میں (اس سے علم حاصل کرنے کے لئے) ضرور اس کے پاس جاتا تاکہ میرے علم میں اضافہ ہو جائے۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر سال قرآن ایک مرتبہ پیش کیا جاتا تھا اور جس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا اس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دو مرتبہ پیش کیا گیا تھا (رمضان میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارا قرآن سناتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت جبرائیلؑ کو) اور میں جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن پڑھ کر سناتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ فرماتے کہ میں نے قرآن بہت اچھا پڑھا ہے لہٰذا جو میری طرح قرآن پڑھتا ہے وہ میری طرح پڑھتا رہے اور اسے غلط سمجھ کر چھوڑے نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور بھی کئی طرح قرآن پڑھنا ثابت ہے جو ان میں سے کسی ایک طرح قرآن پڑھتا ہو اسے نہ چھوڑے کیونکہ جو ان میں سے کسی ایک طرح کا انکار کرے گا وہ باقی تمام کا انکار کرنے والا شمار ہوگا۔ (حیاۃ الصحابہ: ۳/۲۶۵)

قصہ نمبر ۶۵ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کا علم

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہمدان کے رہنے والے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ جانے کا ارادہ ہوا تو انہوں نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے فرمایا مجھے امید ہے کہ اب آپ لوگوں میں دین، دینی سمجھ اور قرآن کا علم مسلمانوں کے باقی تمام لشکروں سے زیادہ ہو چکا ہے۔ اسکے بعد آگے بھی حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ اس قرآن میں کسی قسم کا اختلاف نہیں اور نہ یہ زیادہ پڑھنے سے پرانا ہوتا ہے اور نہ اس کی عظمت دل میں کم ہوتی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل: ۱/۴۰۵)

قصہ نمبر ۶۶ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور قلت روایت

حضرت عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعض دفعہ پورا سال گزر جاتا لیکن حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کوئی حدیث بیان نہ کرتے، چنانچہ ایک سال ایسا ہی گزرا اس کے بعد ایک حدیث بیان کی تو ایک دم پریشان ہو گئے اور پیشانی پر پسینہ بہنے لگا اور فرمانے لگے یہی الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے تھے یا ان جیسے یا ان کے قریب الفاظ تھے۔

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ ایک دن حدیث بیان کرنے لگے اور فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا (پھر حدیث بیان کی) تو کانپنے لگے اور کپکپی کی وجہ سے کپڑے ہلنے لگے اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی الفاظ فرمائے تھے یا ان جیسے یا ان کے مشابہ الفاظ تھے۔ (طبقات ابن سعد: ۳/۱۵۶)

قصہ نمبر ۶۷ اصلاح امت کی فکر

حضرت ابو البختری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ کچھ لوگ مغرب کے بعد سے مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان میں ایک آدمی ہے جو کہہ رہا ہے اتنی مرتبہ اللہ اکبر، اتنی مرتبہ سبحان اللہ اور اتنی مرتبہ الحمد للہ کہو حضرت عبد اللہ

رضی اللہ عنہ نے پوچھا پھر کیا وہ لوگ کہہ رہے ہیں؟ اس آدمی نے کہا جی ہاں۔ فرمایا آئندہ جب تم انہیں ایسا کرتے ہوئے دیکھو تو مجھے آکر بتانا (چنانچہ اس نے آکر بتایا تو) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور انہوں نے ٹوپی والا جبہ پہن رکھا تھا اور ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ذرا تیز مزاج آدمی تھے۔ جب انہوں نے ان لوگوں کو وہ کلمات اس ترتیب سے کہتے ہوئے سنا تو کھڑے ہو کر فرمایا:

میں عبداللہ بن مسعود ہوں۔ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم نے اس بدعت کو لا کر بڑا ظلم کیا ہے اور تم اس طرح تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے علم میں آگے نکل گئے ہو (وہ تو اس طرح ذکر نہیں کیا کرتے تھے)

حضرت معضد نے کہا ہم تو کوئی بدعت لا کر ظلم نہیں کرنا چاہتے اور نہ ہم علم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے آگے نکل گئے ہیں۔

پھر عمرو بن عتبہ نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! ہم اللہ سے معافی مانگتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم صحیح راستہ پر چلتے رہو بلکہ اسے ہی چمٹے رہو اللہ کی قسم! اگر تم ایسا کرو گے تو تم بہت آگے نکل جاؤ گے اور راستہ سے ہٹ کر دائیں بائیں ہو جاؤ گے تو بہت زیادہ بھٹک جاؤ گے۔

حضرت ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ کچھ لوگ مغرب اور عشاء کے درمیان بیٹھے ہیں۔ آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا اور بعد میں یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے اس بدعت کو شروع کر کے بڑا ظلم کیا ہے کیونکہ اگر یہ بدعت نہیں ہے تو پھر ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو (نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ) گمراہ قرار دینا پڑے گا۔ اس پر حضرت عمرو بن عتبہ بن فرقد نے کہا میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں اے ابن مسعود! اور اس کام سے توبہ کرتا ہوں پھر آپ نے انہیں بکھر جانے کا حکم دیا۔

حضرت ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی مسجد میں

دو حلقے دیکھے تو ان دونوں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور فرمایا تم لوگ اٹھ کر اسی میں آجاؤ اور یوں دو حلقوں کو ایک کر دیا۔

طبرانی کی ایک صحیح اور مختصر روایت یہ ہے کہ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کپڑا اوڑھے ہوئے آئے اور فرمایا جو مجھے جانتا ہے وہ تو مجھے جانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا تو میں تعارف کرا دیتا ہوں کہ میں عبداللہ بن مسعود ہوں، کیا تم لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی زیادہ ہدایت یافتہ ہو یا تم نے گمراہی کی دم پکڑ رکھی ہے؟ (حیاۃ الصحابہ: ۳/۲۷۷-۲۷۸)

قصہ نمبر ۶۸ ﴿حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور بدعات سے اجتناب﴾

حضرت عمرو بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مغرب اور عشاء کے درمیان حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ آئے اور فرمایا اے ابوعبدالرحمٰن! ذرا ہمارے پاس باہر آئیں! چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ باہر آئے اور فرمایا اے ابوموسیٰ! آپ اس وقت کیوں آئے؟ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں نے ایک ایسا کام دیکھا ہے جو ہے تو خیر لیکن اسے دیکھ کر میں پریشان ہو گیا ہوں، ہے تو وہ خیر لیکن اس نے مجھے چونکا دیا ہے۔ کچھ لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک آدمی کہہ رہا ہے اتنی دفعہ سبحان اللہ کہو، اتنی دفعہ الحمدللہ کہو، چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اسی وقت چل پڑے اور ہم بھی ان کے ساتھ گئے یہاں تک کہ ان لوگوں کے پاس پہنچ گئے اور فرمایا تم لوگ کتنی جلدی بدل گئے ہو، حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ابھی زندہ ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں ابھی جوان ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے اور برتن ابھی اپنی اصلی حالت پر ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، تم اپنی برائیاں گنو، میں اس بات کا ضامن ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نیکیاں گننے لگیں گے۔

حضرت عمرو بن زرارہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا تم نے گمراہی والی بدعت ایجاد کی ہے یا تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہ سے زیادہ ہدایت والے ہو گئے ہو۔ میں نے دیکھا کہ یہ

بات سنتے ہی تمام لوگ اٹھ کر ادھر ادھر چلے گئے اور میری جگہ پر ایک آدمی بھی نہ رہا۔

(حیاۃ الصحابۃ: ۲۷۸/۳۔۲۷۹)

قصہ نمبر ٦٩ ﴿ نگاہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ میں مقام ابن مسعود رضی اللہ عنہ ﴾

حضرت ابوعطیہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے ایک مسئلہ پوچھا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے یہ مسئلہ میرے علاوہ کسی اور سے بھی پوچھا ہے؟ اس آدمی نے کہا ہاں میں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی پوچھا اور انہوں نے اس کا یہ جواب دیا تھا۔ جواب سن کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی مخالفت کی۔ اس پر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا جب تک یہ بڑے عالم تم میں ہیں مجھ سے کچھ نہ پوچھا کرو۔

حضرت ابوعمرو شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک یہ بڑے عالم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تم میں ہیں مجھ سے کچھ نہ پوچھا کرو۔

(حیاۃ الصحابہ: ۲۸۴/۲)

قصہ نمبر ۷۰ ﴿ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا علمی کمال ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ مقتدا تھے اور اللہ کے فرمانبردار تھے اور سب طرف سے یکسو ہو کر ایک اللہ کے ہو گئے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے (حضرت خروہ بن نوفل اشجعی کہتے ہیں) میں نے عرض کیا ابوعبدالرحمٰن یعنی حضرت ابن مسعود سے غلطی ہو گئی ہے۔ یہ الفاظ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں استعمال فرمائے ہیں۔

﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (النحل: ۱۲۰)

"بیشک ابراہیم مقتدا تھے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے بالکل ایک

طرف کے ہو رہے تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دوبارہ ارشاد فرمایا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ مقتدا تھے اور اللہ کے فرمانبردار تھے اور سب طرف سے یکسو ہو کر ایک اللہ کے ہو گئے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔ اس پر میں سمجھا کہ وہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ الفاظ جان بوجھ کر استعمال کر رہے ہیں اس پر میں خاموش ہو گیا۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ تم جانتے ہو لفظ امت کا کیا مطلب ہے؟ لفظ قانت کا کیا مطلب ہے؟ میں نے کہا اللہ ہی جانتے ہیں۔ (میں نہیں جانتا) فرمایا امت وہ انسان ہے جو لوگوں کو بھلائی اور خیر سکھائے اور قانت وہ ہے جو اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانبردار ہو تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ لوگوں کو خیر سکھایا کرتے تھے اور اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانبردار تھے۔ (حیاۃ الصحابۃ: ۲۸۹/۳)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم میں ایک زبردست فتنہ اٹھے گا جس میں کم عمر تو بڑھ جائے گا اور زیادہ عمر بوڑھا ہو جائے اور نئے طریقے ایجاد کر کے اختیار کر لئے جائیں گے اور اگر کسی دن انہیں بدلنے (اور صحیح اور مسنون طریقہ لانے) کی کوشش کی جائے گی تو لوگ کہنے لگیں گے یہ تو بالکل اجنبی اور اوپرا طریقہ ہے۔ اس پر لوگوں نے پوچھا ایسا فتنہ کب ہوگا؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جب تمہارے امین لوگ کم ہو جائیں گے اور تمہارے امراء و حکام زیادہ ہو جائیں گے اور دین کی سمجھ رکھنے والے کم ہو جائیں گے اور تمہارے قرآن پڑھنے والے زیادہ ہو جائیں گے اور دین کے غیر یعنی دنیا کے لئے دینی علم حاصل کیا جائے گا اور آخرت والے عمل سے دنیا طلب کی جائے گی ایک روایت میں یہ ہے کہ نئے طریقے گھڑے جائیں گے۔ جس پر لوگ چلنے لگیں گے اور جب اس میں کچھ تبدیلی کی جانے لگے گی تو وہ لوگ کہیں گے ہمارا معروف طریقہ بدلا جا رہا ہے اور یہ بھی ہے کہ تمہارے دین کی سمجھ رکھنے والے کم ہو جائیں اور تمہارے امراء حکام خزانے بھرنے لگیں گے۔ (الترغیب والترہیب: ۲۹۷/۳)

قصہ نمبر ۷۱ ﴿واقف ہو اگر لذت بیداری شب سے﴾

حضرت محاسب بن دثار کے چچا کہتے ہیں کہ میں آخر شب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس سے گزرا کرتا تھا تو انہیں میں یہ دعا فرماتے ہوئے سنتا تھا اے اللہ! تو نے مجھے بلایا میں نے اس پر لبیک کہا تو نے مجھے حکم دیا میں نے تیری اطاعت اور یہ سحری کا وقت ہے، لہٰذا تو میری مغفرت کر دے پھر میری حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے کہا میں نے آپ کو آخر شب میں چند کلمات کہتے ہوئے سنا ہے پھر میں نے وہ کلمات انہیں بتائے تو انہوں نے فرمایا حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تمہارے لئے اپنے رب سے استغفار کروں گا تو انہوں نے آخر شب میں ان کے لئے دعائے مغفرت کی تھی۔ (حیاۃ الصحابہ: ۳/۳۵۰)

واقف ہوا گر لذت بیداری شب سے
اونچی ہے ثریا سے بھی یہ خاک پراسرار

قصہ نمبر ۷۲ ﴿حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اخروی سرمایہ﴾

حضرت ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں (میرے والد) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جس رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے فرمایا تھا کہ مانگو! جو مانگو گے تمہیں دیا جائے گا۔ اس رات آپ نے کیا دعا مانگی تھی؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے یہ دعا مانگی تھی:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا لَایَرْتَدُّ وَنَعِیْمًا لَایَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَعْلٰی دَرَجَةِ الْجَنَّةِ الْخُلْدِ﴾

”اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو باقی رہے اور زائل نہ ہو اور ایسی نعمت مانگتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہو اور ہمیشہ رہنے کی جنت

کے اعلیٰ درجے میں تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت مانگتا ہوں''

(حیاۃ الصحابہ: ۳/۴۱۰)

قصہ نمبر ۷۳ ﴿حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی دعائیں﴾

حضرت ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرے والد صاحب نے فرمایا ایک رات میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مانگو جو مانگو گے وہ تمہیں دیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے بعد میں جا کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا دعا مانگی تھی؟ انہوں نے کہا میری ایک دعا ہے جو میں کبھی نہیں چھوڑتا اور وہ یہ ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ اِیْمَانًا لَا یَبِیْدُ﴾

''اے اللہ! میں تجھ سے ہلاک نہ ہونے والا ایمان مانگتا ہوں''

پھر آگے پیچھے جیسی دعا ذکر کی اور یہ الفاظ بھی ذکر کئے ہیں وَقُرَّةَ عَیْنٍ لَا تَنْقَطِعُ ''اور ختم ہونے والی آنکھوں کی ٹھنڈک مانگتا ہوں۔''

ابو نعیم کی دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا جو دعا تم مانگ رہے تھے وہ ذرا مجھے بھی سناؤ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا پہلے میں نے اللہ کی حمد وثنا اور عظمت بیان کی پھر میں نے یہ کہا:

﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَعْدُکَ حَقٌّ وَلِقَاؤُکَ حَقٌّ وَ الْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَرُسُلُکَ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ﴾

''تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیرا وعدہ حق ہے تیری ملاقات حق ہے جنت حق ہے دوزخ حق ہے تیرے رسول برحق ہیں تیری کتاب برحق ہے سارے نبی برحق ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں۔'' (حیاۃ الصحابہ: ۳/۴۱)

حضرت ابو الاحوص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ دعا

مانگتے ہوئے سنا:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِنِعْمَتِکَ السَّابِغَةِ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ بِهَا وَبَلَاءِکَ الَّذِیْ ابْتَلَیْتَنِیْ وَبِفَضْلِکَ الَّذِیْ اَفْضَلْتَ عَلَیَّ اَنْ تُدْخِلَنِی الْجَنَّةَ اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْنِی الْجَنَّةَ بِفَضْلِکَ وَمَنِّکَ وَرَحْمَتِکَ﴾

''اے اللہ! میں تجھ سے تیری اس نعمت کاملہ کے واسطہ سے جو تو نے مجھ پر کی اور اس آزمائش کے واسطے جس میں تو نے مجھے مبتلا کیا اور تیرے اس فضل کے واسطے سے جو تو نے مجھ پر کیا یہ سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ اے اللہ! تو اپنے فضل و احسان اور رحمت سے مجھے جنت میں داخل کر دے۔''

حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ فِیْ اَهْلِ الشَّقَآءِ فَامْحُنِیْ وَاثْبُتْنِیْ فِیْ اَهْلِ السَّعَادَةِ﴾

''اے اللہ! اگر تو نے میرا نام بدبختی والوں میں لکھا ہوا ہے تو وہاں سے میرا نام مٹا کر خوش قسمت لوگوں میں لکھ دے۔''

حضرت عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

﴿اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ اِیْمَانًا وَیَقِیْنًا وَفَهْمًا اَوْعِلْمًا﴾

''اے اللہ! میرے ایمان و یقین سمجھ اور علم کو بڑھا دے۔''

(حیاۃ الصحابہ: ۴۱۲/۳)



قصہ نمبر ۴۷ ﴿بستی میں داخل ہوتے وقت......﴾

حضرت سلیم بن حنظلہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بازار کے دروازے کے پاس آئے اور یہ دعا پڑھی:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِهَا وَخَیْرِ اَهْلِهَا وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا﴾

''اے اللہ! میں تجھ سے اس بازار کی خیر اور بازار والوں کی خیر مانگتا ہوں اور اس بازار کے شر اور بازار والوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب کسی بستی میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضَلَّتْ وَ رَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا اَذْرَتْ اَسْئَلُکَ خَیْرَهَا وَخَیْرَمَا فِیْهَا وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِیْهَا﴾

''اے اللہ! جو کہ تمام آسمانوں کا اور جن پر آسمانوں نے سایہ ڈالا ہے ان تمام چیزوں کا رب ہے جو کہ شیطانوں کا اور جن کو شیطانوں نے گمراہ کیا ہے ان سب کا رب ہے اور جو کہ ہواؤں کا اور ان تمام چیزوں کا رب ہے جنہیں ہواؤں نے اڑایا ہے میں تجھ سے اس بستی کی خیر اور جو کچھ اس بستی میں ہے اس سب کی خیر مانگتا ہوں اور اس کے شر سے اور جو کچھ اس بستی میں ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' (حیاۃ الصحابۃ: ۳/۴۱۳)

☆☆☆

قصہ نمبر ۷۵ ﴿حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ذکاوت﴾

قرآن مجید کی تفسیر اور مناسب موقعوں پر برجستہ آیات قرآنی کی تلاوت میں خاص مہارت رکھتے تھے، ایک دفعہ یہ حدیث زیر بحث تھی کہ ”جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال مارے گا، قیامت کے روز خدا اس پر نہایت غضبناک ہوگا“ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی تصدیق میں برجستہ یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ﴾

”بے شک وہ لوگ جو خدا کے عہد اور اپنی قسموں کے معاوضہ میں نفع قلیل حاصل کرتے ہیں ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا“۔

(سیر الصحابہ: ۲/۲۸۹)

قصہ نمبر ۷۶ ﴿سب سے بڑا گناہ﴾

ایک دفعہ اپنے حلقہ درس میں بیان فرما رہے تھے کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ شرک، پھر قتل اولاد پھر ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا“ اس حدیث کو بیان کر کے انہوں نے برجستہ اس آیت سے اس کی تصدیق فرمادی:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا﴾ (الفرقان:)

”جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو نہیں پکارتے اور ناحق جان نہیں مارتے کہ اللہ نے اس کو حرام کر رکھا ہے اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو شخص ایسا کرے گا وہ ان گناہوں کا خمیازہ

اٹھائے گا۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تفسیریں حدیث وتفسیر کی کتابوں میں بکثرت منقول ہیں، اگر ان کو جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل: ۳۸۰/۱)

قصہ نمبر ۷۷ ﴿حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور علم تفسیر﴾

محض اپنی رائے و قیاس سے آیات قرآنی کی تشریح وتفسیر کرنا علماء امت کے نزدیک بالاتفاق ناجائز ہے۔ حضرت عبداللہ اگر کسی کو ایسا کرتے دیکھتے تو نہایت برہم ہوتے، ایک مرتبہ کسی نے آکر کہا ایک شخص مسجد میں یَوْمَ يَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ. کی تفسیر محض اپنی رائے سے کر رہا ہے، وہ کہتا ہے کہ ”قیامت کے روز اس قدر دھواں ہوگا کہ لوگ اس میں سانس لے کر زکام یا اسی قسم کی ایک بیماری میں مبتلا ہو جائیں گے۔“ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”دانشمندی یہ ہے کہ اگر انسان کسی امر سے واقف ہو تو بیان کرے اور اگر ناواقف ہو تو اللہ اعلم کہہ کر خاموش ہو جائے، یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب کہ قریش کی نافرمانی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کے باعث تمام عرب قحط کی مصیبت میں مبتلا تھا، لوگ جب آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے تھے تو بھوک کی شدت اور ضعف و ناتوانی کے باعث زمین سے آسمان تک دھواں ہی دھواں نظر آتا تھا، خدائے پاک نے اس موقع پر کفار کو متنبہ کیا کہ اس سے بھی زیادہ ایک ہولناک اور سخت انتقام کا دن آنے والا ہے، اور وہ جنگ بدر کا دن ہے۔“ (رواہ البخاری: ۷۱۰/۲)

☆☆☆

قصہ نمبر ۷۸ ﴿مقام ابن مسعودؓ، نگاہ صدیقؓ میں﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو قرأت میں غیر معمولی کمال حاصل تھا، صحاح میں بکثرت ایسی روایتیں ہیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ قرآت میں ابن ام عبد یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی پیروی کی جائے، ایک مرتبہ آپ نماز میں سورۂ نساء تلاوت فرما رہے کہ خیر الامم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد تشریف لائے اور ان کی خوش الحانی اور باقاعدہ ترتیل سے خوش ہو کر فرمایا:

﴿اسئل تعطه اسئل تعطه.﴾

''(جو کچھ) سوال کرو پورا کیا جائے گا۔ (جو کچھ) سوال کرو پورا کیا جائے گا۔''

پھر ارشاد ہوا کہ ''جو پسند کرتا ہے کہ قرآن کو اسی طرح تر و تازہ پڑھنا سیکھے، جس طرح وہ نازل ہوا ہے تو اس کو قرآت میں ابن ام عبد کی اتباع کرنا چاہیے۔''

دوسرے روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس بشارت وغنیمت کے خیال سے تشریف لائے اور پوچھا کہ ''رات آپ نے خدا سے کیا دعا مانگی؟'' بولے ''میں نے کہا اے خدا! مجھے ایسا ایمان عطا کر جس کو کبھی جنبش نہ ہو، ایسی نعمت دے جو کبھی ختم نہ ہو، اور خلد بریں میں (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دائمی رفاقت نصیب کر۔'' (مسند احمد بن حنبل: ۱/۴۵۴)

قصہ نمبر ۷۹ ﴿نام نامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازبان پر آتے ہی﴾

عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ تقریباً ایک سال تک عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں میری آمد و رفت رہی، لیکن میں نے کبھی ان کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے کچھ بیان کرتے ہوئے نہیں سنا، ایک مرتبہ حدیث بیان کرتے ہوئے اتفاقاً ان کی زبان سے قال رسول اللہ کا فقرہ نکل گیا، تو دیکھا کہ ان کا تمام بدن تھرا اٹھا اور خوف و ہراس سے عرق ہوگئے۔ (طبقات ابن مسعود: ۳/۱۱۰)

قصہ نمبر۸۰ ﴿جب بھی سرد ہوا چلی دل نے تجھے یاد کیا﴾

بسا اوقات حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مذاکرہ حدیث کے شوق میں تلامذہ واحباب کے گھر پر تشریف لے جاتے اور دیر تک عہد نبوت کا ذکر مذکور رہتا۔

وابصہ السدی فرماتے ہیں کہ میں کوفہ میں دوپہر کے وقت اپنے گھر میں تھا کہ یکایک دروازہ سے السلام علیکم کی آواز بلند ہوئی، میں نے جواب دیا باہر نکل کر دیکھا، تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے کہا ''ابوعبدالرحمٰن! یہ ملاقات کا کون سا وقت ہے؟ بولے آج بعض مشاغل ایسے پیش آگئے کہ دن چڑھ گیا اور اب فرصت ملی تو یہ خیال آیا کہ کسی سے باتیں کر کے عہد مقدس کی یاد تازہ کرلوں'' غرض وہ بیٹھ کر حدیثیں بیان فرمانے لگے اور دیر تک پر لطف صحبت رہی۔ (مسند احمد: ۱/۴۴۸)

دل کی چوٹوں نے چین سے رہنے نہ دیا
جب بھی سرد ہوا چلی میں نے تجھے یاد کیا

قصہ نمبر۸۱ ﴿وجہ تبسم﴾

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حدیث روایت کرتے وقت نہایت مودب متین اور سنجیدہ بن جاتے تھے اور اس طرح نقشہ کھینچ دیتے تھے کہ گویا سامع خود حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے سن رہا ہے، ایک مرتبہ انہوں نے ایک طولانی حدیث بیان فرمائی جس میں قیامت، جنت اور مومنین وسبحان رب العزت کے سوال و جواب کا تذکرہ تھا، حدیث ختم کر کے متبسم ہوئے اور فرمایا ''تم پوچھتے نہیں کہ میں کیوں ہنستا ہوں؟'' لوگوں نے کہا آپ کیوں ہنستے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''اس لئے کہ اس موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی طرح تبسم فرمایا تھا''۔ (مسند احمد: ۱/۴۴۸)

قصہ نمبر۸۲ ﴿حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور علم میراث﴾

ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس فرائض کا مسئلہ آیا کہ ایک میت

نے ورثہ میں ایک لڑکی ایک پوتی اور ایک بہن چھوڑی ہے، اس کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی۔ انہوں نے جواب دیا کہ لڑکی اور بہن نصف کی مستحق ہیں اور پوتی محروم الارث ہے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب کے ساتھ ہی استفتاء حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا انہوں نے فرمایا ''اگر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ابوموسیٰ کے قول کو ترجیح دوں تو میں گمراہ ہوں گا، بیشک لڑکی نصف پائے گی، لیکن دوثلث پورا کرنے کے لئے ایک سدس پوتی کو بھی ملے گا اور جو باقی رہے گا وہ بہن کا حصہ ہے۔'' یہ جواب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو فرمایا ''جب تک یہ بڑا عالم ہم میں موجود ہے اس وقت تک ہم سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔'' چنانچہ آج یہی فتویٰ تمام مسلمانوں میں معمول بہ ہے۔ (رواہ البخاری: ۲/۹۹۷، واحمد: ۱/۴۲۸)

قصہ نمبر ۸۳ ﴿حضرت عبداللہ اور علم فقہ﴾

ایک دفعہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ اگر کسی کے حلق سے بیوی کا دودھ فرط ہو جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے، انہوں نے جواب دیا کہ وہ خاوند اس پر حرام ہو جائے گا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ موجود تھے، انہوں نے (روک کر کہا) آپ یہ فتویٰ دیتے ہیں؟ رضاعت صرف دوسال تک ہے، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر اعتراف فضل کے لہجہ میں لوگوں سے کہا ''جب تک یہ حبر (یعنی عالم متبحر) تم میں موجود ہے مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔'' (مؤطا مالک، ص: ۲۲۳)

قصہ نمبر ۸۴ ﴿حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے جو تہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہوئے تھا، کہا ''تہ بند ذرا اوپر کر کے باندھو'' اس نے کہا ابن مسعود تم بھی تہ بند اوپر کرو، بولے ''میں تمہارے جیسا نہیں ہوں، میری ٹانگیں پتلی ہیں'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس گفتگو کا حال سنا تو اس شخص کے کوڑے لگوائے کہ تو نے عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ جیسے شخص سے منہ زوری کی۔ (الاصابۃ: ۳/۱۳۰)

قصہ نمبر ۸۵ ﴿ مہر کا ایک مسئلہ اور اس کا حل ﴾

مسروق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے خاص تلامذہ میں ہیں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اکثر حسرت و افسوس کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے، جبکہ علماء باقی نہ رہیں گے اور لوگ ایسے جاہلوں کو سردار بنالیں گے جو تمام امور کو محض اپنی عقل و رائے سے قیاس کریں گے۔

ایک مرتبہ ان کے پاس یہ استفتاء آیا کہ ایک عورت کا نکاح ہوا لیکن اس میں مہر کا کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا، یہاں تک کہ اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا، اس کے لئے کیا حکم ہے وہ مہر و وراثت کی مستحق ہے یا نہیں؟ چونکہ ان کو اسکے متعلق کوئی واقفیت نہ تھی اس لئے لوگوں کے ضد اور اصرار کے باوجود تقریباً ایک مہینہ تک خاموش رہے لیکن جب زیادہ مجبور کئے گئے تو بولے "میرا فیصلہ یہ ہے کہ وہ مہر مثل اور وراثت کی مستحق ہے اور اس کو عدت میں بیٹھنا چاہئے" پھر فرمایا "اگر یہ صحیح ہے، تو خدا کی طرف سے اور اگر غلط ہے تو میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہے خدا اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بری ہیں"۔

اس وقت حاضرین میں دو صحابی حضرت جراح رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسنان رضی اللہ عنہ موجود تھے، انہوں نے اٹھ کر کہا "ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بروع بنت واشق کے حق میں یہی فیصلہ فرمایا تھا۔" اس توافق سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو غیر معمولی مسرت حاصل ہوئی۔ (رواہ ابوداؤد فی باب فیمن تزوج ولم یسم صداقہا)

قصہ نمبر ۸۶ ﴿ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حفظِ حدیث ﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حفظ حدیث کے مقابلہ میں کتابت حدیث کو ناپسند کرتے تھے اور لکھنے کے بجائے زبانی یاد کرنے کو کہتے تھے۔

اسود بن یزید کا بیان ہے کہ میں اور علقمہ ایک صحیفہ کو لے کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، زوال کا وقت تھا ہم دروازہ پر بیٹھ گئے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ملازمہ سے پوچھا کہ

دروازہ پر کون ہے؟ اس نے میرا اور علقمہ کا نام لیا تو اندر بلا لیا۔ ہم اندر گئے تو فرمایا: ''شاید تم دونوں کافی دیر سے دروازہ پر بیٹھے ہو، اندر آنے کی اجازت کیوں نہیں چاہی؟'' ہم نے کہا ''آپ کے سونے کے خیال سے ہم خاموش رہے'' یہ سن کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ''میرے متعلق ایسا گمان مت کرو!'' ہم نے کہا ''اس صحیفہ میں حدیثیں ہیں'' یہ سن کر انہوں نے پانی منگوایا، صحیفہ کو طشت میں رکھ کر دھو دیا اور یہ آیت پڑھی:

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ﴾ (یوسف)

''ہم آپ کے سامنے بہترین قصہ بیان کرتے ہیں''۔

پھر فرمایا: ''تم اپنے دل کو قرآن میں مشغول رکھو اور دوسری باتوں میں دل کو نہ لگاؤ''۔ (جامع بیان العلم: ۱/۶۶)

یعنی دین درجہ قرآن کا ہے اس کو سب سے زیادہ اہمیت دو، قرآن کے بعد حدیث کا درجہ ہے۔ ان دونوں کی حیثیت کو تبدیل کرنے کی کوشش نہ کرو کہ حدیث کو قرآن سے آگے بڑھا دو۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کتابت حدیث کو ناپسند کرتے تھے لیکن اس کے باوجود ان کے پاس اپنا لکھا ہوا ایک نسخہ تھا، آپ کے پوتے معن بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میرے والد نے ایک کتاب نکالی اور قسم کھا کر بتایا کہ یہ ان کے والد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ (جامع بیان العلم: ۱/۷۳)

قصہ نمبر ۸۷ ﴿خواص کو سلام کرنے کی حقیقت﴾

طارق بن شہاب کہتے ہیں ''ہم لوگ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گرد بیٹھتے اور ان کی صحبت سے فیضاب ہوتے تھے ایک روز حسب معمول بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص السلام علیک یا ابا عبدالرحمٰن کہتا ہوا تیزی کے ساتھ اس طرف سے گزرا، انہوں نے جواب دیا ''صدق اللہ و رسولہ یعنی خدا اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے۔'' یہ کہہ کر داخل حرم ہوئے۔ ہم لوگوں کو اس جواب پر سخت حیرت تھی، باہم مشورہ ہوا کہ ان کے برآمد ہونے کے

بعد کون اس کے متعلق سوال کرے؟ میں نے کہا میں پوچھوں گا، غرض وہ تشریف لائے اور میں نے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خاص خاص آدمیوں کو سلام کرنا تجارت کا ترقی کرنا، اعزہ کے ساتھ بد سلوکی، جھوٹی گواہی دینا اور حق چھپانا قرب قیامت کی نشانیاں ہے۔'' (مسند احمد: ۴۰۱/۱)

قصہ نمبر ۸۸ ﴿خطبات ابن مسعود رضی اللہ عنہ﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تقریر و خطابت میں خاص مہارت رکھتے تھے، ایجاز واختصار کے ساتھ تاثیر ان کی تقریر اور وعظ کی ممتاز صفت تھی، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مختصر تقریر فرمائی، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تقریر کا حکم دیا، ان دونوں نے باری باری اختصار کے ساتھ اپنا بیان ختم کیا، تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا، انہوں نے کھڑے ہو کر حمد و نعت کے بعد کہا:

﴿ایھا النّاس انّ اللّٰہ ربّنا و ان الاسلام دیننا و ان ھذا نبینا (واو مابیدہ الی النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم) و رضینا مارضی اللّٰہ لنا ورسولہ، السلام علیکم.﴾

﴿''صاحبو! بے شک خدا ہمارا مالک ہے، اسلام ہمارا مذہب ہے اور یہ (ہاتھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، خدا اور اس کے رسول نے جو کچھ ہمارے لئے پسند کیا ہے ہم نے بھی اس کو پسند کیا، السلام علیکم۔''

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اس مختصر تقریر کی نہایت تعریف کی اور فرمایا ''ابن ام عبد نے سچ کہا۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے مواعظ حسنہ میں عموماً توحید، نماز باجماعت اور خوف خدا کی تلقین فرماتے تھے اور تمثیلات سے ذہن نشین کراتے تھے۔ مثلاً ایک وعظ میں انہوں نے فرمایا کہ ''ایک شخص نے جس کے نامہ اعمال میں توحید کے سوا اور کوئی نیکی نہ

تھی، مرنے کے وقت وصیت کی کہ میری لاش کو جلا کر اور چکی پیس کر سمندر میں ڈال دینا، لوگوں نے اس کی وصیت پوری کی، خدا نے اس کی روح سے سوال کیا، تو نے اپنی لاش کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟'' بولا ''خدایا تیرے خوف اور ڈر سے'' اس گزارش پر دریائے رحمت جوش میں آیا اور وہ بخش دیا گیا'' اس تمثیل سے درحقیقت یہ سمجھانا تھا کہ خشیت باری تمام اعمال حسنہ کی روح ہے۔ (سیرۃ الصحابۃ: ۲/۳۰۵۔۳۰۶)

قصہ نمبر ۸۹ ﴿تقریر کا ایک اہم اصول﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ وعظ و پند کی کثرت اس کے اثر کو زائل کر دیتی ہے، اس بنا پر لوگوں کے ضد و اصرار کے باوجود بہت کم منبر وعظ پر تشریف لے جاتے اور جو کچھ کہنا ہوتا اس کو نہایت مختصر صاف و سادہ لیکن موثر الفاظ میں فرماتے تاکہ سامعین تقریر کی طوالت سے گھبرا نہ اٹھیں، ایک مرتبہ وعظ سننے کے شوق میں معتقدین کا ہجوم تھا، یزید بن معاویہ نخعی نے ان کو خبر دی، لیکن وہ بہت دیر کے بعد گھر سے برآمد ہوئے اور فرمایا ''صاحبو! مجھے معلوم تھا کہ آپ دیر سے میرا انتظار کر رہے ہیں، لیکن میں اس ڈر سے باہر نہیں آیا کہ کثرت بیان آپ کو تھکا دے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کی تکلیف کے خیال سے کئی کئی دن ناغہ دے کر وعظ فرماتے تھے۔'' (مسند احمد: ۱/۳۷۷)

قصہ نمبر ۹۰ ﴿طلوع آفتاب کے بعد فقہی مسائل کی مجلس﴾

یوں تو آپ کا دولت کدہ ہر وقت طالبان علم کا مرجع رہتا تھا، لیکن طلوع آفتاب کے بعد کا وقت مسئلہ مسائل کے لئے مخصوص تھا۔

ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک دن فجر کی نماز کے بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، وہ اس وقت تسبیح و تہلیل میں مصروف تھے، طلوع آفتاب کے بعد ایک شخص نے پوچھا میں نے رات نماز میں پوری مفصل پڑھیں، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا شعر کی طرح جلدی جلدی پڑھی ہوں گی، ہم نے قرائن کی تلاوت سنی ہے اور مجھے وہ قرائن یاد ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا کرتے تھے، آپ دس مفصل اور دو سورتیں عم کی پڑھتے تھے۔ (رواہ مسلم: ۱/۳۰۴)

قصہ نمبر۹۱ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعمال وافعال کی پیروی

سنت نبوی کی پیروی کے شوق نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اخلاق وطرز معاشرت میں ایک گونہ حضرت خیر الامام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکارم ومحامد کی جھلک پیدا کر دی تھی، عبدالرحمٰن بن یزید کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا، آپ ہم کو کسی ایسے شخص کا پتہ دیجئے جو خلق وہدایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب تر ہوتا کہ ہم اس سے کچھ حاصل کریں'' فرمانے لگے ''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت، حسن خلق اور طور طریقے کے پابند تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے جو لوگ موجود ہیں وہ جانتے ہیں کہ بارگاہ نبوت میں تقرب کے لحاظ سے ابن ام عبد کا درجہ سب سے بلند ہے۔ (رواہ الترمذی فی جامعہ، باب مناقب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

قصہ نمبر۹۲ نگاہ علی رضی اللہ عنہ میں مقام ابن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کوفہ تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے چند دیرینہ احباب ان سے ملنے آئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امتحاناً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نسبت ان کے خیالات دریافت کئے، سب نے بالاتفاق تعریف کی اور کہا ''امیر المومنین! ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ متقی پرہیز گار خلیق نرم دل اور بہترین ہم نشین نہیں دیکھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''بے شک میرا بھی یہی خیال ہے، بلکہ تم نے جو کچھ تعریف کی میں ان کو اس سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں، انہوں نے قرآن پڑھا، حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا وہ دین کے فقیہ اور سنت کے عالم تھے''۔ (طبقات ابن سعد: ۱۱۰/۳)

قصہ نمبر۹۳ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی باریک بینی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک دفعہ اپنے ایک دوست ابو عمیر سے ملنے گئے، اتفاق سے وہ موجود نہ تھے، انہوں نے ان کی بیوی کو سلام کہلا بھیجا اور پینے کے لئے پانی مانگا، گھر میں پانی موجود نہ تھا، ایک لونڈی کسی ہمسایہ کے یہاں سے لینے گئی اور دیر تک

واپس نہ آئی، ابوعمیر کی بیوی نے غضبناک ہو کر اس کو سخت وسست کہا اور اس پر لعنت بھیجی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر تشنہ لب واپس چلے آئے دوسرے روز ابوعمیر سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اس قدر جلد بازی کے ساتھ واپس چلے آنے کی وجہ پوچھی بولے ''خادمہ نے جب پانی لانے میں دیر کی تو تمہاری بیوی نے اس پر لعنت بھیجی، چونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جس پر لعنت بھیجی جاتی ہے اگر وہ بے قصور ہوتا ہے تو بھیجنے والے پر لوٹ آتی ہے، میں نے خیال کیا کہ خادمہ اگر معذور ہوئی تو بے وجہ میں اس لعنت کے واپس آنے کا باعث ہوں گا۔'' (مسند احمد: ۱/۴۰۸)

قصہ نمبر ۹۴ ﴿انوکھا صدقہ﴾

ایک بار انہوں نے ایک شخص سے ایک لونڈی خریدی لیکن قیمت بے باق ہونے سے پہلے بائع غائب ہوگیا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک سال تک اس کو تلاش کیا، مگر کچھ پتہ نہ چلا بالآخر مایوس ہو کر ایک ایک دو دو درہم کر کے اس کی طرف صدقہ کر دیا اور فرمایا کہ اگر وہ واپس آئے گا تو قیمت ادا کردوں گا اور یہ صدقہ میری طرف سے ہوگا۔ (بخاری: ۲/۷۹۷)

قصہ نمبر ۹۵ ﴿حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی آہ سحر گاہی﴾

عبید اللہ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ رات کے وقت جب کہ تمام دنیا محو راحت ہوتی تھی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھ کر صبح تک آہستہ آہستہ قرآن کی تلاوت فرماتے تھے، رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی تمام طاق راتیں شب قدر کی تلاش میں بسر ہوتی تھی۔

ابوعقرب کہتے ہیں کہ میں رمضان میں ایک روز علی الصباح ان کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ مکان کی چھت پر بیٹھے ہوئے فرما رہے ہیں'' خدا اور اس کے رسول نے سچ کہا'' میں نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ بولے ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس روز جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس میں شعاع نہیں ہوتی چنانچہ آج میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ (مسند احمد: ۱/۴۰۶)

قصہ نمبر ۹۶ ﴿سب سے بہتر عمل﴾

نمازیں نہایت کثرت سے پڑھتے تھے، فرماتے ہی کہ ایک دفعہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے بہترین عمل خیر کیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ نماز کا اپنے وقت پر ادا کرنا، میں نے کہا پھر کیا ہے؟ فرمایا ''والدین کے ساتھ نیکوکاری'' میں نے کہا ''پھر؟'' حکم ہوا ''راہ خدا میں جہاد کرنا'' اس کے بعد خاموش ہوگیا، ہاں اگر میں اپنا سوال آگے بڑھاتا تو آپ اس پر کچھ اور اضافہ فرماتے، عرض اس ارشاد کے مطابق وہ فرائض ٹھیک وقت پر ادا کرتے تھے۔

﴿چرچا بادشاہوں میں......﴾

ایک مرتبہ ولید عقبہ والی کوفہ کو پہنچنے میں دیر ہوگئی، حضرت عبداللہ نے بغیر توقف و انتظار نماز پڑھادی، ولید نے برہم ہوکر کہلا بھیجا ''آپ نے ایسا کیوں کیا؟ کیا امیر المومنین کا کوئی حکم ہے یا اپنی ایجاد؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہ تو امیر المومنین کا حکم ہے اور نہ اپنی ایجاد، البتہ خدا کو یہ ناپسند ہے کہ تم اپنے مشاغل میں مصروف رہو اور لوگ نماز میں تمہارے منتظر رہیں۔ (مسند احمد بن حنبل: ۱؍۴۵۰)

کہاں سے تو نے اے اقبال سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا بادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا

قصہ نمبر ۹۷ ﴿نبیذ پینے کی وجہ﴾

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پوشاک نہایت سادہ پہنتے تھے، ہاتھ میں ایک آہنی انگوٹھی رہتی تھی، جو غالباً مہر وغیرہ کے کام آتی ہوگی، غذا بھی پر تکلف نہ تھی، کھانے کے بعد عموماً نبیذ (چھوہاروں کا شربت) استعمال فرماتے تھے، ایک مرتبہ علقمہ نے ان سے کہا ''خدا آپ پر رحم کرے، آپ تمام امت کے مقتدا اور پیشوا ہوکر نبیذ پیتے ہیں'' بولے ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبیذ پیتے ہوئے دیکھا تھا، اگر میں آپ کو نہ دیکھتا تو استعمال نہ کرتا'' (مسند امام اعظم ص: ۲۰۱)

قصہ نمبر ۹۸ ﴿حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پتلی ٹانگیں﴾

حضرت عبداللہ کی ٹانگیں نہایت پتلی تھیں آپ ہمیشہ ان کو چھپائے رکھتے، ایک مرتبہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مسواک توڑنے کے خیال سے پیلو کے درخت پر چڑھے تو ان کی پتلی پتلی ٹانگیں دیکھ کر لوگوں کو بے اختیار ہنسی آ گئی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم ان کی پتلی ٹانگوں پر ہنستے ہو حالانکہ یہ قیامت کے روز میزان عمل میں کوہ احد سے بھی زیادہ بھاری ہوں گی۔'' (طبقات ابن سعد: ۱۱۰/۳)

قصہ نمبر ۹۹ ﴿قطع رحمی کا وبال﴾

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن صبح کی نماز کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے فرمایا:

''میں قطع رحمی کرنے والے کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ وہ ہمارے پاس سے اٹھ کر چلا جائے، کیونکہ ہم اپنے رب سے دعا کرنے لگے ہیں اور آسمانوں کے دروازے قطع رحمی کرنے والے کے لئے بند رہتے ہیں (تو اس کی وجہ سے ہماری دعا بھی قبول نہ ہوگی)۔''

(حیاۃ الصحابۃ: ۶۷۳/۲)

قصہ نمبر ۱۰۰ ﴿ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فراست﴾

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں نماز پڑھ رہے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور ملاقات کی اجازت چاہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

﴿اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اٰمِنِيْنَ﴾

''اس میں امن وسلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔''

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اشارہ سمجھ گئے اور اندر آ گئے۔ (اشرف الہدایۃ)

قصہ نمبر ۱۰۱ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا سفرِ آخرت

۳۲ ہجری میں جب حضرتِ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ساٹھ برس سے تجاوز کر چکی تھی، ایک روز ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی، ''خدا مجھے آپ کی زیارت سے محروم نہ رکھے، میں نے گزشتہ شب کو خواب میں دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بلند منبر پر تشریف فرما ہیں اور آپ سامنے حاضر ہیں، اس حالت میں ارشاد ہوتا ہے:

''ابن مسعود! میرے بعد تمہیں بہت تکلیفیں پہنچائی گئیں، آؤ میرے پاس چلے آؤ۔''

یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''خدا کی قسم! کیا واقعی تم نے یہ خواب دیکھا ہے؟'' اس نے کہا ''جی ہاں'' آپ نے فرمایا:

''تو پھر تم میرے جنازے میں شرکت کر کے ہی مدینہ سے جانا۔''

یہ خواب درحقیقت واقعہ ہو کر سامنے آیا، چند ہی دنوں کے بعد آپ اس طرح بیمار ہوئے کہ لوگوں کو زندگی سے مایوسی ہو گئی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو جب سفر آخرت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بلا کر اپنے مال واسباب، اولاد اور تجہیز و تکفین کے بارے میں مختلف وصیتیں کیں اور ساٹھ برس سے کچھ زیادہ عمر پا کر ۳۲ ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

مستند و صحیح روایات کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ (سیر الصحابہ: ۲/ ۲۸۶)

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

تمت بالخیر

از قلم محمد اویس سرور

۲۶ ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ

فہرست المراجع

۱۔ أسد الغابة — ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ أشرف الهداية — مولانا محمد جمیل سکروڑی رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ الأدب المفرد — محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ الإصابة — ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ الترغیب والترہیب — ابن قوام اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ البداية والنهاية — ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ تاریخ طبری — علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ تفسیر ابن کثیر — ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
۹۔ جامع العلم — علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۔ حلیة الأولیاء — ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ
۱۱۔ حیاة الصحابة — علامہ یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۲۔ سنن ابی داؤد — سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۳۔ سنن الترمذی — محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
۱۴۔ سیر الصحابة — عبد السلام ندوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۵۔ شمائل الترمذی — محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
۱۶۔ صحیح بخاری — محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ
۱۷۔ صحیح مسلم — مسلم بن الحجاج القشیری رحمۃ اللہ علیہ
۱۸۔ طبقات ابن سعد — ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ
۱۹۔ مجمع الزوائد — امام نور الدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ
۲۰۔ مستدرک الحاکم — امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ
۲۱ مسند احمد — امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
۲۲۔ مسند امام اعظم — امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
۲۳۔ موطا الامام مالک — امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ

دیگر شہروں میں بیت العلوم کے اسٹاکسٹ

﴾ملتان﴿	﴾کراچی﴿	﴾راولپنڈی﴿
بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان	ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی	الخلیل پبلشنگ ہاؤس راولپنڈی
کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	بیت القلم گلشن اقبال کراچی	﴾اسلام آباد﴿
بیکن بکس گلگشت کالونی ملتان	کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی	مسٹر بکس سپر مارکیٹ اسلام آباد
کتاب نگر حسن آرکیڈ ملتان	دار القرآن اردو بازار کراچی	المسعود بکس F-8 مرکز اسلام آباد
فاروقی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	مرکز القرآن اردو بازار کراچی	سعید بک بینک F-7 مرکز اسلام آباد
اسلامی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	عباسی کتب خانہ اردو بازار کراچی	پیر بک سنٹر آبپارہ مارکیٹ اسلام آباد
دار الحدیث بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	ادارۃ الانوار بنوری ٹاؤن کراچی	﴾پشاور﴿
﴾ڈیرہ غازی خان﴿	علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی	یونیورسٹی بک ڈپو خیبر بازار پشاور
مکتبہ زکریا بلاک نمبر ۱۰ ڈیرہ غازی خان	﴾کوئٹہ﴿	مکتبہ سرحد خیبر بازار پشاور
﴾بہاول پور﴿	مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ	لندن بک کمپنی صدر بازار پشاور
کتابستان شاہی بازار بہاولپور	﴾سرگودھا﴿	﴾سیالکوٹ﴿
بیت الکتب سرائیکی چوک بہاولپور	اسلامی کتب خانہ پھولوں والی گلی سرگودھا	بنگش بک ڈپو اردو بازار سیالکوٹ
﴾سکھر﴿	﴾گوجرانوالہ﴿	﴾اکوڑہ خٹک﴿
کتاب مرکز فریئر روڈ سکھر	والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ	مکتبہ علمیہ اکوڑہ خٹک
﴾حیدر آباد﴿	مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ	مکتبہ رحیمیہ اکوڑہ خٹک
بیت القرآن چھوٹی گٹی حیدر آباد	﴾راولپنڈی﴿	﴾فیصل آباد﴿
حاجی امداد اللہ اکیڈمی جیل روڈ حیدر آباد	کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی	مکتبۃ العارفی ستیانہ روڈ فیصل آباد
امداد الغرباء کورٹ روڈ حیدر آباد	فیڈرل لاء ہاؤس چاندنی چوک راولپنڈی	ملک سنز کارخانہ بازار فیصل آباد
بھٹائی بک ڈپو کورٹ روڈ حیدر آباد	اسلامی کتاب گھر خیابان سرسید راولپنڈی	مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار فیصل آباد
﴾کراچی﴿	بک سنٹر ۳۲ حیدر روڈ راولپنڈی	اقراء بک ڈپو امین پور بازار فیصل آباد
ویلکم بک پورٹ اردو بازار کراچی	علی بک شاپ اقبال روڈ راولپنڈی	مکتبہ قاسمیہ امین پور بازار فیصل آباد